بیاد

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

دارالعلوم حقانیہ

اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

الحق

ماہنامہ

رجب، شعبان ۱۴۲۵ھ ستمبر ۲۰۰۴ء

مدیر مسئول

مولانا سمیع الحق

معاونین جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے ایک ضروری

اپیل

محترم! دارالعلوم حقانیہ کی علمی، ملی و دینی ہمہ گیر خدمات سے بحمد للہ آپ بخوبی واقف ہیں اور موجودہ پُرفتن دور میں ایسے مرکز علوم رسالت کی اہمیت وضرورت بھی آپ پر مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دعوت وتبلیغ، تعلیم وتدریس، اصلاح وارشاد اور جہاد کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کی ذمہ داری ملک و بیرون ملک فضلائے حقانیہ نے نہ سنبھالی ہو۔ صرف ایک جہاد افغانستان کو لیجئے تو دارالعلوم کے ہزاروں فضلاء اور طلباً نے اس صدی کے عظیم جہاد میں قائدانہ کردار ادا کیا جو تمام معاونین کے لئے تا قیامت صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔

جامعہ حقانیہ اپنے تمام ترقی پذیر شعبوں میں خطیر مصارف (جوکہ تعمیراتی اخراجات کے علاوہ سالانہ واجبی مصارف سوا کروڑ سے متجاوز ہیں) کا محتاج ہے جبکہ دارالعلوم حکومتوں کے تعاون سے بھی بالکل بے نیاز ہے اور نہ ہی اس کے باضابطہ مستقل سفراء ہیں، صرف اور صرف آپ جیسے حساس دردمند اہل خیر معاونین کے مالی تعاون سے یہ سارا کارخانہ علوم نبوت چل رہا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار تک طلباً علوم نبویہ سے ہر سال مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں آپکی توجہات کی مزید شدت سے ہمیں ضرورت ہے کہ خود اور اپنے زیر اثر حلقہ احباب واہل خیر میں بھی دارالعلوم کے مالی تعاون کے لئے سعی فرمائیں اور اللہ کے دین کے فروغ اور حق کی بالادستی کے لئے کوشاں اس ادارہ کی پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہر ممکن تعاون اور سرپرستی سے ممنون فرمائیں۔ **واجرکم علی اللہ۔**

ترسیل زر کا پتہ

(مولانا) سمیع الحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

اکاؤنٹ نمبرز: یوبی ایل اکوڑہ خٹک 7-01　نیشنل بینک اکوڑہ خٹک 5-5-17

مسلم کمرشل بینک جہانگیرہ 721

Email: haqqania@nsr.pol.com.pk

مضامین کی فہرست موضوعات کے لحاظ سے سلسلہ واران صفحات سے دی گئی ہے جو ہر صفحے کے نیچے لکھے ہوتے ہیں۔ یہ فہرست جلد کے آغاز میں لگوائی جائے ---------- مدیر ----------

نقش آغاز/وفیات

جنوبی وزیرستان میں مجاہدین کے خلاف حکومت پاکستان کا شرمناک آپریشن اور مجلس عمل کی خاموشی ۲

مولانا محمد اعظم طارقؒ کی المناک شہادت ۳

بابائے جمہوریت نوابزادہ نصر اللہ کی جدائی ۴

نامور سکالر مولانا ڈاکٹر محمد دین صاحب کا سانحہ ارتحال ۳۴

عراق۔ افغانستان۔ امریکہ کے قبرستان ۶۶

او آئی سی سے ڈاکٹر مہاتیر محمد کا فکر انگیز خطاب اور اسکی ہر لعزیزی ۶۸

یادگار اسلاف حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کی المناک جدائی ۱۳۰

دار العلوم کے سابق مدرس مولانا فضل الٰہی عرف جامی باباؒ کی جدائی۔ ایران میں زلزلہ ایک سبق آموز حادثہ۔ سابق عراقی صدر صدام حسین کی گرفتاری اور قانون مکافات عمل کی شہادت۔ ...... ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶

آہ! متاع گراں مایہ والدہ محترمہ کی جدائی۔ ۱۹۴

اظہار تشکر بنام تعزیت کنندگان محترم ۲۰۴

امریکی ہدایت پر قبائل کے خلاف فوج کشی، قومی وحدت اور ملکی سلامتی کے خلاف گہری سازش ۲۵۹

عظیم فلسطینی رہنما شیخ احمد یاسینؒ کی شہادت ۲۶۱

پروفیسر علامہ مظفر عباسی کی رحلت ۲۶۲

مولانا سید صباء احسن کی جدائی ۲۶۳

امریکہ، عراقی دلدل اور پاکستان حکمران ۳۲۳

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ کی المناک شہادت ۳۹۵

حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کی رحلت ۳۹۹

جنوبی وزیرستان وانا میں جاری آپریشن کیا رنگ لائیگا۔ ۴۰۱

قانون توہین رسالتؐ اور حدود آرڈیننس کے بارے میں پرویز مشرف کے مذموم عزائم۔ ابوغریب جیل میں امریکہ اور اتحادیوں کا شرمناک کردار ۴۰۲-۴۰۳

اسرائیلی دیوار۔ جارحیت اور نفرت کی نشانی ۴۵۹

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی اور شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمدؒ کے سانحات ارتحال۔ حضرت مولانا پیر عبدالسلام کی جدائی ۵۶۰-۵۶۲

دینی مدارس کے خلاف حکومت کا اعلان جنگ ۵۲۴

نئے وزیر اعظم کی آمد اور خدشات ۵۲۵

جنوبی وزیرستان پر حکومتی یلغار کیا رنگ لائیگی؟ اور مجلس عمل کی سرد مہری۔ بھارت کے نامور شاعر و ادیب جگن ناتھ آزاد کی جدائی ...... ۵۸۸، ۵۹۱

عالم اسلام

عالم اسلام کے خلاف سازشیں۔ پاکستان اور سعودی عرب کی ذمہ داریاں (قاری سعید الرحمان) ۱۲۰

ملت کو درپیش امتحان۔ حسن تدبیر یا وقتی جذبات (مولانا خالد سیف اللہ) ۲۲۷

عالمی دہشت گردی اور ضرورت امن (ابرار خٹک) ۳۱۴

اسلام دہشت گردی یا امن و سلامتی کا مذہب (مولانا اسجد قاسمی ندوی) ۳۷۴

روہنگیا اراکانی مہاجرین کی حالت زار (مولانا نور محمد عباس) ۳۸۹

اسلام۔ مذہب رواداری یا دہشت گردی و انتہا پسندی (مولانا ڈاکٹر اکرام اللہ جان قاسمی) ...... ۶۳۵، ۵۵۶، ۴۹۹، ۴۴۴

الاستفتاء

شیئل کمپنی کے کاروبار کی شرعی حیثیت (مفتی مختار اللہ حقانی) ۲۱

سیرت النبی

واقعہ معراج النبیؐ پر شبہات، اعتراضات اور جوابات (پروفیسر قاضی حلیم فضلی) ۲۲

احترام رسالت کے ایمانی تقاضے (پروفیسر قاضی حلیم فضلی) ۶۰۷

آثار اور تبرکات نبویہؐ سے استفادہ کا شرعی حکم (سید عطاء اللہ) ۲۴۰

خطبات و مواعظ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال (مولانا سمیع الحق) ...... ۵۹۲، ۵۲۷، ۴۶۳، ۴۰۵، ۳۲۵، ۲۷۴، ۲۲۰، ۱۳۸، ۷

رمضان المبارک کے متعلقہ احکام و مسائل (مفتی مختار اللہ) ۹۱

یہ منصب آپ کے لئے بھی (ڈاکٹر اصغر حسن) ۵۷۲

تاریخ ادب و سوانح

عالم اسلام کا قابل فخر فلسفی ابن رشد (شاہد عمادی) ۴۹

جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے (مولانا محمد الیاس ندوی) ۵۳

نامور نعت گو شاعر سید انور حسین (ڈاکٹر محمود الحسن عارف) ۱۰۵

غزوہ احد میں صحابہ کرامؓ کا جذبہ جہاد اور شوق شہادت (پروفیسر قاضی حلیم فضلی) ۱۵۳

خادم دین حضرت مولانا اسحاق قادریؒ کچھ یادیں کچھ باتیں (مولانا ظفر اللہ شفیق) ۱۶۲

اک اور زخم (عرفان صدیقی) ۱۸۲

اشکہائے درد و جذبات غم (حافظ محمد ابراہیم فانی) ۲۰۵

قطعہ سن فوت و رحلت (محمد ابراہیم فانی) ۲۰۶

فلسطین کا بطل حریت مجاہد شیخ احمد یاسین (راجہ ذاکر خان) ۲۸۵

مراسلہ خصوصی "روداد مذاکرہ علمی" (مولانا عمیر صدیق ندوی) ۲۸۸

پروفیسر علامہ مظفر عباسی ایک عہد ساز شخصیت (امجد بٹ) ۲۹۶

حضرۃ مولانا سمیع الحق کی اہلیہ مرحومہ کی ہمہ گیر تعزیت (ادارہ) ۳۰۳

مولانا عبدالجلیل کامپلوریؒ اکابر کی نشانی (مولانا قاری سعید الرحمٰن) ۳۴۷

رحمۃ للعالمینؐ ...... نظم ...... (مولانا محمد ابراہیم فانی) ۳۸۶

مفتی زین العابدین (ڈاکٹر قاری محمد طاہر) ۴۱۲

حضرت مولانا سمیع الحق کی کتاب "صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام" کی تعزیت رونمائی (مولانا عبدالقیوم حقانی) ...... ۴۷۳، ۴۲۰

تعزیت مکتوبات (ادارہ) ۴۵۰

مفتی نظام الدین شامزئی کی شہادت (نظم) (مولانا ابراہیم فانی) ۴۵۳، ۴۵۲

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔ حیات و خدمات (ڈاکٹر محمود الحسن) ۴۸۶

سرخی خون شہیداں شامزئی (نظم) (مولانا محمد ابراہیم فانی) ۵۱۷

حضرت ابوطلحہ انصاریؓ ۵۳۸

ملکی صورتحال

قومی اسمبلی میں مولانا اعظم طارق کی شہادت پر قرارداد تعزیت اور اس کی متفقہ منظوری (مولانا حامد الحق حقانی MNA) ۴

پاکستان عالمی دہشت گردی کے نرغے میں (مولانا سمیع الحق) ۲۰۷
ایٹمی اور دفاعی صلاحیت کے متعلق سینٹ میں مولانا سمیع الحق کی اذانِ حق (شفیق الدین فاروقی) ۲۸۱
مولانا حامد الحق کی قومی اسمبلی میں اذان حق (شفیق الدین فاروقی) ۳۳۵
متحدہ مجلس عمل۔ایک نیا مرحلۂ شوق (عرفان صدیقی) ۵۰۶

علم' علماء اور دینی مدارس

دینی مدارس علوم نبوۃ اور نفاذ شریعت کی ایک تحریک (مولانا انوار الحق) ۲۸
مدارس کا نظام' احادیث اور برکات (قاری سعید الرحمٰن) ۱۷۹
دار العلوم کی تعمیر و ترقی میں حقانی خاندان کی خواتین اور خصوصاً مرحومہ کا حصہ (مولانا عبد القیوم حقانی) ۲۳۰
عصر حاضر میں علماء اور طلبہ کی ذمہ داریاں (ڈاکٹر سید سلمان ندوی) ۲۶۴
کائنات میں ارباب علم اور اہل دین کی اہمیت (مولانا سمیع الحق) ۵۴۲

بحث و تحقیق

قرآن کے چیلنج (ڈاکٹر سید زاہد علی واسطی) ۱۴
مطلقہ کا حق متاع اور اس کی معاشرتی حکمت تفسیر و فقہ کی روشنی میں (محمد یونس میو) ۳۵
اسلامی تقویم۔سن ہجری کی ابتداء (مولانا امیر احمد قاسمی) ۴۵
قرآنی لفظ ولی/اولیاء کے معنی و مفہوم کی بحث (عبد المجیب) ۵۶
سنن ابن ماجہ کا فنی مطالعہ (محمد یونس میو) ۷۱
فضیلت علم' دینی علوم یا جدید سائنسی علوم (ڈاکٹر رئیس احمد نعمانی) ۱۴۸
اسلام میں شہادت کب واجب ہوتی ہے۔(ڈاکٹر دلشاد بیگم) ۲۴۹
عورتوں کا ایمانی عہد نامہ (مولانا سید احمد قادری) ۳۵۴
سادات اور بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینے کی شرعی حیثیت (مفتی مختار اللہ) ...... ۳۶۰'۴۳۸'۵۰۹'۵۷۴
عورت اور مرد کے جسمانی فرق کا اثر (ڈاکٹر دلشاد بیگم) ۳۷۸
بزرگ شہریوں کے حقوق (کرنل محمد اعظم) ۳۸۷
رزق حلال کے حصول میں خواتین کی ذمہ داریاں ازواج مطہرات کے اسوہ مبارکہ کی روشنی میں (مسرت جمال) ۴۲۹
اسلامی نظام عدل (ڈاکٹر دلشاد بیگم) ۵۶۴
عصر حاضر اور نصاب (ابرار خٹک) ۵۷۷

اصلاح وارشاد' دعوت و تبلیغ

امارتِ قیامت۔ (مولانا انوار الحق) ۳۳۲' ۳۰۰' ۲۲۷' ۱۶۱' ۶۹
زیب و زینت کے شرعی حدود (مولانا عبد الرحمان قاسمی) ۷۹
اسلامی غیرت کے تقاضے (مولانا سعید الرحمٰن) ۲۳۳
فکر آخرت (مولانا انوار الحق) ...... ۶۰۰'۵۳۴'۵۷۰' ۴۱۷
صحابہ کرام کی عظمت و محبت (مولانا احتشام الدین ندوی) ۶۱۵
رمضان المبارک کے ضروری احکامات اور مسائل (مولانا ابوطلحہ) ۶۲۰

افکار و تاثرات

قارئین بنام مدیر ۱۸۵

دار العلوم کے شب و روز

جلسہ دستار بندی و تقریب ختم بخاری شریف (شفیق الدین فاروقی) ۵۹
دار العلوم کے سالانہ امتحانات۔ دار العلوم کے نئے تعلیمی سال کا آغاز۔دار العلوم میں درجہ رابعہ تک اردو زبان میں اسباق کا اجراء۔حضرۃ
مولانا سمیع الحق کے بیرونی ملک اسفار ...... ۵۹'۱۸۷'۱۸۸
جرمن وزارت خارجہ کے اعلیٰ عہدیداروں کی دار العلوم آمد۔مدیر الحق کی قارئین سے دعاؤں کی اپیل ۱۸۸
ماہانہ تعلیمی و تنظیمی اجلاس۔طلبہ کا ماہانہ ٹیسٹ اور عید الاضحیٰ کی تعطیلات۔عالمی ذرائع ابلاغ اور معزز مہمانان گرامی کی دار العلوم آمد ۲۵۵
دار العلوم میں معزز مہمانوں اور علماء کرام کی آمد۔وفاقی وزیر جناب اعجاز الحق کی دار العلوم آمد۔ غیر ملکی سفارتکاروں' دانشوروں اور صحافیوں کی آمد۔دار العلوم کی مشاورتی کمیٹی کا اہم اجلاس۔ماہنامہ الحق کے ناظم نثار محمد صاحب کو صدمہ ...... ۳۱۶'۳۱۷_۳۱۸
ایوان شریعت ہال میں طلبہ کے لئے تقریب انعامات کا انعقاد۔وسطانی امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلبہ۔دار العلوم میں نئے مطبخ کی تعمیر کا آغاز۔دعائے مغفرت کی اپیل ...... ۴۵۴'۴۵۵
دار العلوم کے سالانہ امتحانات اور تقریب دستار بندی۔حضرت مولانا انوار الحق صاحب کا دورہ یورپ ۵۸۱
جلسہ دستار بندی و تقریب ختم بخاری شریف۔دار العلوم کے سالانہ امتحانات۔دار العلوم میں تعطیلات کے دوران دورہ تفسیر کا آغاز ۶۴۶
مولانا مفتی سیف اللہ صاحب کو صدمہ۔دار العلوم کے ایک مخلص و مہربان کو صدمہ ۶۴۷

تبصرہ کتب

تذکار صالحات (طالب ہاشمی) ۶۱
وجوہ التکرار فی القرآن (ذاکر حسن نعمانی) ۶۲
زبدۃ الحواشی لحل سوالات (مولانا ابوسعید اللہ بخش) ۶۳
دنیا مرے آگے (مولانا محمد تقی عثمانی) ۱۲۵
تفسیر سورۃ فاتحہ' تحفۃ الاسلام (مولانا محمد اکرام الدین) ۱۲۶
واقعات حیرت انگیز امام ابوحنیفہؒ (مولانا عبد القیوم حقانی) ۱۲۶
فتاوی دیوبند پاکستان المعروف بہ فتاویٰ فریدیہ (مفتی محمد وہاب) ۱۸۹
صحیفہ ہمام ابن منبہ (مفتی احتشام الحق) ۱۹۰
مثالی بچپن (مولانا محمد اسحاق ملتانی) ۲۵۶
کلام آسی (آسی آسیا آبادی) ۲۵۷
البشریٰ (سہ ماہی) مولانا عمر علی ۲۵۷
ہمارا نصاب تعلیم کیا ہو؟ (مولانا سید سلمان حسینی ندوی) ۳۱۹
ماہنامہ القاسم "علامہ سید سلیمان ندوی نمبر" (مولانا عبد القیوم) ۳۲۰
اصلاح تلفظ و املاء (طالب ہاشمی) ۳۹۲
لمحوں کا قرض (ڈاکٹر زاہد منیر عامر) ۳۹۳
اسلام اور عصر حاضر کے مسائل و حل (پروفیسر عبد الماجد) ۴۵۶
بزمِ منور (مولانا منور حسین سورتی) ۴۵۷
اوجز المسالک الی موطا امام مالکؒ (مولانا محمد زکریا کاندھلوی) ۵۱۸
آئینہ کردار (ڈاکٹر زاہد منیر عامر) ۵۲۱
فضائل علم والعلماء (مولانا قاری سید صدیق احمدؒ) ۵۲۰
اربعین تجوید و قراءت (ڈاکٹر قاری محمد طاہر) ۵۸۳
تشریحات غائرہ شرح محیط الدائرہ (مولانا محمد فضل عظیم حقانی) ۵۸۳
الغادقہ (مولانا الطاف الرحمٰن) ۵۸۵
خیر الاصول فی حدیث الرسولؐ (خیر محمد جالندھریؒ) ۶۴۸

()()()()()()()()()()

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

جلد نمبر ۔۔۔۔۔۔ 39

شمارہ نمبر ۔۔۔۔۔ 12

رجب، شعبان ۱۴۲۵ھ

ستمبر ۔۔۔ ۲۰۰۴ء

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ	نگران	مدیر
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ	حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ	حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز: جنوبی وزیرستان پر حکومتی یلغار کیا رنگ لائے گی؟ اور مجلس عمل کی سرد مہری۔		
بھارت کے نامور شاعر و ادیب جگن ناتھ آزاد کی جدائی	راشد الحق سمیع	۲
اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال۔ (درس ترمذی)	مولانا سمیع الحق مدظلہ	۶
فکر آخرت	مولانا محمد انوار الحق صاحب	۱۴
احترام رسالت کے ایمانی تقاضے	پروفیسر قاضی حلیم فضلی	۲۱
صحابہ کرامؓ کی عظمت ومحبت اور ان سے وابستگی	مولانا شیخ احتشام الدین ندوی	۲۹
رمضان المبارک کے ضروری احکامات اور مسائل	مولانا مفتی ابوطلحہ	۳۳
اسلام مذہب رواداری یا دہشت گردی وانتہا پسندی؟	مولانا ڈاکٹر اکرام اللہ جان	۴۸
دار العلوم کے شب وروز	جناب شفیق الدین فاورقی	۵۹
تبصرہ کتب	مدیر کے قلم سے	۶۱

نوٹ: ادارے کا مضمون نگار حضرات کے خیالات سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

ماہنامہ الحق دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان۔ فون نمبر: 630340 , 630435 -(0923)

ای میل نمبر: E-Mail : haqqania@nsr.pokcom.pk

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ =/20 روپے سالانہ =/200 روپے، بیرون ملک 20$ امریکی ڈالر

پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

Computer Operator : BABEER HANIF

نقش آغاز　　بسم اللہ الرحمن الرحیم　　راشد الحق سمیع حقانی

جنوبی وزیرستان پر حکومتی یلغار کیا رنگ لائے گی؟ اور مجلس عمل کی سرد مہری

اب تک ہم پوری دنیا کے مسلمانوں کی تباہی و بربادی کی داستانِ الم لکھتے رہے اور اس پر خون کے آنسو روتے رہے۔ کبھی امریکی استعمار کی یلغار پر دل کے ٹکڑے صفحہ قرطاس پر بکھیرے تو کبھی روسی استعمار کی ظالمانہ کاروائیوں پر جگر کے داغ قلم کے ذریعے ابھارے۔ لیکن آج اپنی ہی فوج اور اپنے ہی حکمرانوں کی قبائلی عوام کے خلاف ظالمانہ اور سفاکانہ کاروائیوں، بمباریوں اور تباہ کن یلغار پر دل وجگر اور قلم اور ہاتھ کس طرح اظہار غم کریں؟

گزشتہ دنوں وانا کے قریب ایک علاقے پر جھوٹی اطلاع پر پاکستانی طیاروں اور افواج نے ہلا بول دیا اور کچھ ہی دیر میں اسی کے قریب بے گناہ قبائلی شہریوں کو لقمہ اجل بنا دیا گیا اس بناء پر کہ یہاں کچھ القاعدہ سے وابستہ لوگ موجود تھے۔ حالانکہ یہ سراسر جھوٹا الزام تھا اور بعد کے حقائق نے کھل کر اس بات کو غلط ثابت کیا۔ اس ہٹ دھرمی اور سفاکی کے باوجود مزید افواج وزیرستان بھیجی گئیں اور سارے وزیرستان کے خلاف جنگی بنیادوں پر کاروائیاں شروع کی گئیں۔ اور اب تک آمدہ اطلاع کے مطابق درجنوں افراد کو بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا ہے اور فوج کا رویہ اپنے شہریوں کے ساتھ اس طرح کا ہے جیسے وہ کسی دشمن ملک کے باسی ہوں۔ اور اس تکلیف دہ صورتحال کے باعث نفرت و انتقام کی چنگاریوں نے جہنم کی آگ کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اور دونوں جانب مسلمانوں اور پاکستانیوں کا خون بے دردی سے بہہ رہا ہے۔ گھر میں لڑائی ہو رہی ہے اور گھر کے سربراہ بے غم خوشیاں منانے اور غیر ملکی دورے کرنے میں مصروف ہیں۔ دراصل یہ سب خون خرابہ محض اغیار کی خوشنودی کے لئے ہو رہا ہے اور اپنا گھر صرف اس لئے جلایا جا رہا ہے کہ اس سے دشمنوں کے گھروں میں روشنی پہنچائی جائے اور ان کے یخ بستہ سفاک دلوں کے لئے کچھ گرمی کا ساماں فراہم کیا جائے۔ امریکی یاترا سے پہلے یہ سفاکانہ کاروائی کی گئی تاکہ صدر بش سے ملاقات اور ''مفید'' ثابت ہو اور اس کی ''شاباس'' بھی حاصل کی جائے۔ اسی لئے عجلت میں سینکڑوں معصوم قبائلیوں کا خون ناحق کر دیا گیا۔ ہزاروں کو گھروں سے بے دخل کر دیا گیا، سینکڑوں کے مکانات تباہ کر دیئے گئے، مارکیٹیں بارود سے اڑا دی گئیں، کاروبار کے تمام ذرائع جنوبی وزیرستان کے باسیوں پر بند کر دیئے گئے۔ لوگ اپنے ہی گھروں اور اپنے ہی ملک میں اناج اور پانی کی ایک ایک بوند کو ترس گئے۔ کیونکہ باہر سڑکوں پر پاکستانی فوج انہیں گولیوں سے چھلنی کر رہی تھی۔ حقیقت میں ان سے

کوئی جرم سرزد نہیں ہوا تھا، لیکن صدر بش اور صدر مشرف کو کروسیڈ وار کے لئے ایندھن کی ضرورت تھی اور قبائلی عوام اپنے محل وقوع اپنی شاندار اسلامی و پختون روایات کی بدولت اس کے لئے بہترین ایندھن ثابت ہو رہے تھے اسی لئے انہیں آزمایا گیا۔ جس طرح القاعدہ کے خلاف جاری نام ونہاد جنگ میں مسلمانوں کو بیدردی کے ساتھ تہِ تیغ کیا جا رہا ہے اس کی مثالیں تاریخ میں مشکل سے ملیں گی۔ پہلے طالبان افغانستان کو جھوٹے الزامات کے نتیجے میں تباہ کیا گیا پھر پاکستان کے دینی مدارس اور جہادی تنظیموں کے خلاف کاروائیاں کی گئیں اب معصوم قبائل پر فوج کشی کی جا رہی ہے، معلوم نہیں کہ یہ سیلابِ بلا کس کس غریب کا گھر بہا کر لے جائے گا؟

علماء، مجاہدین، سائنسدان، دینی مدارس اور اسلام سے گہری وابستگی رکھنے والے افراد اور ادارے تو پہلے ہی سے اس کی زد میں ہیں۔ اور اب تو افواج پاکستان میں بھی کئی سینئر افسروں کو پکڑ کر پابند سلاسل کر دیا گیا ہے۔ اس مفروضے کی بناء پر کہ یہ لوگ بھی امریکہ اور اس کے گماشتوں کے لئے مستقبل میں خطرہ بن سکتے ہیں۔ دوسری جانب پوری امت مسلمہ اس صورتحال پر گنگ تماشائی کھڑی ہے، ہر طرف موت کا سا سناٹا ہے، مایوسی اور قنوطیت کی زہریلی گھٹائیں ہر سو چھائی ہیں، عالم اسلام کی نام ونہاد قیادت امریکی سرکار کے فوج کے پیادے بن کر ان کی مُہار کھینچ رہے ہیں۔ اور ''دہشت گردی'' کے خلاف جاری جنگ میں دل و جان سے شرکت کر کے ''ثواب دارین'' حاصل کر رہے ہیں۔ پاکستان سمیت ہر اسلامی ملک کا حکمران زیادہ سے زیادہ غداری اور غلامی کی دوڑ میں لگا ہوا ہے۔ تاکہ وہ شاہ کا زیادہ سے زیادہ وفادار اور نمک خوار اپنے آپ کو ثابت کرے۔ اسی قُرب اور غلامی کے نشہ میں ہمارے حکمرانوں میں اِترانے کی ایک نئی خُو پیدا ہوگئی ہے اور وہ عصرِ حاضر کے نئے فرعون و نمرود بن کر اپنے ہی ملک کے باسیوں کو زندہ جلا رہے ہیں۔ وزیرستان کے عوام پر تازہ ہوائی اور زمینی حملے اسی شرمناک کڑی کا ایک سلسلہ ہیں۔ دشمن اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب ہوگیا ہے۔ اور اس نے بڑی ہوشیاری سے قبائل اور فوج کو لڑا دیا ہے، اب ہر گھر سے فوج پر فائر ہو رہے ہیں کیونکہ انہیں یہ معلوم ہوگیا ہے کہ ان کے آنگن میں یہ آگ امریکہ کو خوش کرنے کے لئے لگائی جا رہی ہے اور ان کے قبائلی جوانوں کو صرف اسی لئے مارا جا رہا ہے کہ حکمران امریکہ کو اپنی وفاداری کا پکا ثبوت فراہم کریں۔

دوسری جانب وزیرستان کے مسئلے پر مذہبی جماعتوں اور خصوصاً مجلس عمل کا کردار اور اس کی پراسرار مصلحت آمیز خاموشی نے اور بھی غم، دکھ اور مایوسی کو بڑھا دیا ہے۔ کیونکہ اس کی ساری تگ و دو اپنی ڈیڑھ صوبے کی حکومت کی حفاظت میں ہے۔ وہ دن رات اسی غم میں پگھلے جا رہے ہیں کہ ترقیاتی منصوبے اور ہمارے ''اہداف'' کہیں درمیان میں تشنہ نہ رہ جائیں؟ اس سے قبل ان کی ساری سیاسی جدوجہد اور وقت کا ضیاع ایل ایف او کے مسئلے پر صَرف ہوا، پھر اچانک جادو کی چھڑی کی بدولت یا چمک کی کرامت کے طفیل ایل ایف او کے معاہدے کے نتیجے میں سترھویں ترمیم کی

صورت میں صدر مشرف کو مزید پانچ سال کے لئے طاقت وقوت فراہم کی گئی اور ان کے تمام سابقہ پانچ سالہ غیر آئینی اور غیر اسلامی اقدامات کو آئین پاکستان کا حصہ بنایا گیا اور اس کے علاوہ انہیں ہر طرح کی آئینی سہولیات اور سندِ جواز بھی فراہم کی گئی اور اپنے طور پر مجلس والوں نے عوام کو یقین دلایا کہ ہم نے سترھویں ترمیم کے ذریعے بڑا ''معرکہ'' سَر کر دیا ہے' حالانکہ اسی وقت ہم سب نے اور باشعور حلقوں نے یہ شور مچایا کہ یہ معاہدہ آئینی لحاظ سے نہایت کمزور ہے اور اس میں سقم ہے۔ پھر اس میں یہ گنجائش رکھی گئی ہے کہ پارلیمنٹ سادہ اکثریت سے اس میں نئی آئین سازی کر سکتی ہے لیکن خوشی اور کامیابی کے نغمات کی لے میں اسے درخورِ اعتنا نہ سمجھا گیا یا شاید دیدہ و دانستہ اس میں قانونی سقم چھوڑا گیا تا کہ فرینڈلی اپوزیشن کا کردار بھی باقی رہے اور دوستانہ ماحول بھی دیر تک جاری وساری رہے۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اس معاہدے میں ''دین'' اور مجلس والوں کا ''بول بالا'' ہوگا۔ اب سمجھ نہیں آتی کہ دوبارہ وردی کے مسئلے پر شور وغل کیوں بپا کیا جارہا ہے؟ حالانکہ اس گناہ میں یہ برابر کے شریک ہیں۔

آج صدر مشرف جو کچھ وزیرستان اور ملک بھر کے دینی مدارس کے ساتھ کر رہا ہے متحدہ مجلس عمل اس جرم سے بری الذمہ نہیں ہوسکتی۔ اس معاہدے پر جن علماء اور لیڈروں نے دستخط کئے وہ قبائل' پاکستانی قوم اور اللہ کے سامنے جواب دہ ہیں۔ اور معصوم قبائلی شہداء یہی روزِ محشر کہیں گے کہ

لاؤ تو قتل نامہ میرا میں بھی دیکھ لوں　　　کس کس کی مہر ہے سرِ محضر لگی ہوئی

اب اس قیامت صغریٰ کے موقع پر بھی نہ سرحد حکومت نے وفاق سے کچھ سنجیدہ احتجاج کیا اور نہ ہی اس نے متاثرین کے لئے کوئی مالی امداد فراہم کی اور نہ ہی مجلس عمل کے احتجاجی ملین مارچ کسی جگہ نظر آئے۔ اب ان کی ساری تگ ودو وردی اتارنے پر لگی ہوئی ہے۔ اسلامی نظام کی عملی تنفیذ اور عوام کو ریلیف دینے اور قومی اسمبلی میں اسلامی قوانین کے لئے آئین سازی اور قبائلی عوام کی مدد کی بجائے ان لوگوں نے اب دوسرے موضوع کو اپنے زندہ رہنے کے لئے منتخب کر لیا ہے۔ لیکن پیپلز پارٹی' مسلم لیگ (ن)' اے آر ڈی اور دیگر جماعتوں نے مجلس عمل سے صاف کہہ دیا ہے کہ یہ سب کیا دھرا تم لوگوں کا ہے' تم لوگوں نے ہی ہمیں دغا دیا اور مشرف سے اگریمنٹ کر لیا۔ اس لئے بقول سابق وزیر اعظم کہ متحدہ مجلس عمل ہماری ''فرینڈلی'' اپوزیشن ہے۔ اب اگر مجلس عمل میں دَم خَم ہے تو وہ اپنی حکومتوں کی قربانی دے کر وردی کے خلاف عملی تحریک چلا کر دکھائے۔ لیکن تجزیہ نگار پیش گوئیاں کر رہے ہیں کہ فی الحال یہ لوگ نہ تحریک چلائیں گے اور نہ ہی عملی طور پر استعفیٰ دیں گے کیونکہ یہ اپنی ڈیڑھ صوبے کی حکومت کو کسی صورت بھی ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ ...... اسی طرح وزیرستان کے عوام پر بھی یہ بات عیاں ہوگئی کہ جن کے ساتھ وہ زندگی بھر سیاسی طور پر شریک سفر رہے جب ان پر بُرا وقت آیا تو اپنے ہی رہنماؤں نے ان سے منہ موڑ لیا اور ان کے مجاہدوں اور سرفروشوں خصوصاً کمانڈر نیک محمد شہید کے خلاف انہوں نے یہ فتوے دیئے کہ وہ ایجنسیوں کا آدمی ہے۔ شاید اسی لئے وہ شہید ہوگیا اور اس کے گھر بار اجاڑ دیئے گئے۔ اور جو لوگ ایجنسیوں کے آدمی نہیں تھے سچے ''مجاہد'' اور صحیح ''مخلص'' تھے ان کی

حکومتیں مراعات اور عہدے آج بھی بحال ہیں۔ دورنگی سیاست کے کیسے کیسے کرشمے ہمارے سامنے آرہے ہیں۔ کبھی اسلام کے نام سے تو کبھی بحالی جمہوریت کے نام سے اور کبھی طالبان اور امریکہ کی مخالفت کے نام سے۔

آخر میں ہم موجودہ حکومت پر یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ خدا کفر کی حکومت کو تو برداشت کرسکتا ہے لیکن ظالم کی حکومت برداشت نہیں کرسکتا۔ آپ خود تو غلام ہیں اور مفادات کے اسیر ہیں لیکن پاکستانی قوم اور غیور قبائل کبھی بھی غلامی کی زنجیریں نہیں پہن سکتے۔ اگر آپ کا رویہ اسی طرح عوامی توقعات کے برخلاف جاری رہا تو پورا ملک وزیرستان کی طرح خانہ جنگی کی لپیٹ میں آسکتا ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ عقل کے ناخن لیجئے اور وزیرستان اور ملک بھر میں جاری قتل وغارت کی مہم بند کردیں۔ اسی میں ملک وملت اور آپ سب کی بھلائی ہے۔

بھارت کے نامور شاعر وادیب جگن ناتھ آزاد کی جدائی

مفکر اسلام علامہ اقبالؒ کے انقلابی اور وجدانی شاعری نے یوں تو پوری دنیا کو اپنے روشن افکار کے ذریعے اپنا گرویدہ بنایا ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ ایشیا کو تو آپ کی آفاقی شاعری نے جھنجھوڑ دیا تھا' پھر پاکستان وہندوستان کی سرزمین اور علمی وادبی حلقے تو آپ کے ہمیشہ مرہون منت رہیں گے۔ آپ نے جہاں مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے جگایا اور خودی آزادی کا سامان زیست فراہم کیا وہیں دیگر مذاہب کے ماننے والوں نے آپ کی عالمگیر سوچ اور آفاقی شاعری سے بہت کچھ حاصل کیا اور انہیں بھی نہایت متاثر کیا' اور کئی نامور لوگ تو آپ کی زندگی بھر عقیدت مندی پر فخر کرتے رہے۔ انہی میں سے ہندوستان کے معروف شاعر وادیب جگن ناتھ آزادؔ کا نام بھی سرِفہرست ہے جو گزشتہ چند روز قبل علمی وادبی حلقوں کو سوگوار چھوڑ کر اس جہان فانی سے رخصت ہوگئے۔

جگن ناتھ آزادؔ ہندوستان کا ایک بڑا نام تھا نظم ونثر اور علم وادب کی مانگ آپ نے اپنے شاندار کارناموں سے بھر دی ہے۔ ہندوستان میں علامہ کا پیغام پہونچانا پاکستان بننے کے بعد خاصا مشکل تھا لیکن جگن ناتھ نے یہ کر دکھایا اور آپ نے اس سلسلے میں علامہ اقبال پر اتنا زیادہ کام کیا کہ آپ علامہ اقبال پر ایک اتھارٹی بن گئے۔ اور ہندوستان میں علامہ اقبال کے کلام کی ترویج واشاعت میں آپ کا بڑا عمل دخل ہے۔ آپ کے آفاقی پیغام کو عام کرنے میں آپ نے بڑی تگ ودو کی اسی طرح اردو زبان کے ساتھ آپ کی محبت بھی قابل تعریف تھی۔ اور پھر مسلمانوں کے ساتھ آپ کی ہمدردیاں بھی قابل تحسین ہیں۔ آپ نے متعصب ہندوؤں کے درمیان رہ کر علامہ اقبال اردو زبان اور مسلمانوں کیلئے بڑے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ ہندوستان کے مسلمان اور زبانِ اردو آپ کی جدائی سے اپنے ایک بہت ہی مشفق اور مہربان سرپرست سے محروم ہوگئے ہیں۔ جگن ناتھ کی عظمت کا اعتراف مسلمانوں اور علامہ اقبال کے عقیدتمندوں اور علمی وادبی حلقوں کو ہمیشہ رہے گا۔

درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط و ترتیب : مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال
جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ماجاء فی شفقة المسلم علی المسلم
ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے ساتھ شفقت کا بیان

حدثنا عبید بن أسباط بن محمد القرشی ثنا أبی عن هشام بن سعید عن زید بن أسلم عن أبی صالح عن ابی هریرة قال: قال رسول الله ﷺ المسلم أخو المسلم لایخونه ولایکذبه ولا یخذله ' کل المسلم علی المسلم حرام عرضه وماله و دمه 'التقوی ههنا' بحسب امرء من الشر أن یحتقر أخاه المسلم ...... هذا حدیث غریب۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسلمان' مسلمان کا بھائی ہے' نہ وہ اس سے خیانت کرے گا اور نہ وہ اس سے جھوٹ بولے گا اور نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑے گا۔ مسلمان کا سب کچھ دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ اس کی آبروریزی اس پر حرام ہے۔ اور اس کا مال اس پر حرام ہے' اور اس کا خون اس پر حرام ہے اور (سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) تقویٰ یہاں ہے۔ اور کسی آدمی کے لئے یہی برائی اور بداخلاقی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر و توہین کرے۔ یہ حدیث غریب ہے۔

اس باب میں ایک خاص رحمت اور شفقت کا بیان ہے جو کہ ایک مسلمان دوسرے کے ساتھ کرے گا اس قسم کا خلوص اور وفاداری مسلمان کے ساتھ خاص ہے' غیر مسلم کے ساتھ ایسا کرنا جائز نہیں۔

المسلم أخو المسلم: جناب رسول اللہ نے مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیا ہے۔ اس تعلیم کی بنا پر مسلمانوں کے لئے آپس میں معاملات اور معاشرت بھائیوں کی طرح کرنا چاہیے: اور ایک دوسرے کے ساتھ رحمت شفقت اور نرمی برتنے اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون و تناصر میں پورے خلوص اور خیر خواہی

سے پیش آنا چاہیے۔

خیانت کی قسمیں:

لایخونہ: یہ صیغہ خبر کا ہے لیکن معنیٰ انشاء ہے یعنی کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ خیانت نہ کرے، اور کسی قسم کی خیانت بھی نہ کرے۔ کیونکہ خیانت کئی قسم کی ہوتی ہے مثلاً:

(۱) اگر کوئی مسلمان بھائی کوئی چیز (مال و دولت وغیرہ) تمہارے ساتھ امانت رکھے تو اس میں خیانت نہ کرو۔ بلکہ اس کا حق اس کو پوری طور پر ادا کردو۔

(۲) اسی طرح مجلس کی بات بھی امانت ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے "المجالس بالأمانة" یعنی مجلس کی باتیں امانت ہیں، لہذا جو آدمی کسی مجلس میں کوئی بات کہے اور وہ اس بات کو دوسروں کو بتانا ناپسند کرتا ہو تو اس اہل مجلس کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس کی بات کو دوسرے کو بتادے۔ اور ایسا کرنا ان کی طرف سے خیانت ہوگا۔

(۳) اسی طرح جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان سے کسی کام کے متعلق مشورہ طلب کرے تو جس سے مشورہ طلب کیا گیا ہے اس کے ذمہ لازم ہے کہ وہ اسکو ایسا مشورہ دے جو کہ اس کے خیال میں اس مسلمان بھائی کے لئے نفع مند ہو۔ اگر اس نے جان بوجھ کر غیر مفید چیز کا مشورہ دیا تو اس نے اس مسلمان کے ساتھ خیانت کی۔ حدیث پاک میں ہے "المستشار مؤتمن" یعنی جس سے مشورہ لیا جاوے وہ امین جانا گیا ہے۔ اور اس پر اعتماد کیا گیا ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ اس کو چاہیے کہ جس طرح اس پر اعتماد کیا گیا ہے اسی طرح وہ بھی صحیح مشورہ دے۔

(۴) اسی طرح حکومتی مناصب بھی امانت ہیں، جس امیر وغیرہ کو حکومتی عہدوں پر تقرری کرنے کا اختیار دیا گیا ہو تو اس کا فرض ہے کہ کسی بھی منصب پر ایسے شخص کو مقرر کرے جو کہ اس منصب کے لئے اہل ہو۔ اہلیت نہ رکھنے والے کی تقرری کرنا عامۃ المسلمین کے حقوق کو ضائع کرنے کے مترادف ہے اس وجہ سے یہ عظیم خیانت قرار دی گئی ہے۔ ایک حدیث پاک میں ہے کہ: من قلد إنسانا عملا وفي رعيته من هو اولی فقد خان الله ورسوله وجماعة المسلمين (ردالمختار کتاب القضاء)

ترجمہ: یعنی جس امیر نے کسی انسان کو (مسلمانوں کا) کوئی (اجتماعی) ذمہ داری سپرد کی اور اس کی رعیت میں اس شخص سے اس کام کے لئے کوئی اور زیادہ بہتر آدمی موجود تھا، تو اس (امیر) نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اور تمام مسلمانوں کے ساتھ خیانت کی۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے۔ اذا ضيعت الامانة فانتظر الساعة۔ قالوا وما ضياعها۔ قال اذا وسد الامر الی غير اهله فانتظر الساعة (اوکما قال علیہ السلام)

ترجمہ: جب امانت ضائع کی جائے تو قیامت کا انتظار کرو، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ (اے اللہ کے پیغمبر ﷺ) امانت

ضائع ہونا کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب حکومت نااہل لوگوں کے حوالہ ہو جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔

معلوم ہوا کہ حکومتی عہدے مسلمانوں کی امانتیں ہیں' اس وجہ سے اس میں غدر اور بے احتیاطی کرنے کو اجتماعی خیانت سے تعبیر کیا گیا۔

ووٹ بھی ایک امانت ہے:

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ووٹ بھی امانت ہے کیونکہ جب کسی عہدے پر کسی شخص کو مقرر کرنے کا اختیار امیر کے پاس ہو تو امیر کے حق میں یہ امانت ہے اور اس امانت کی صحیح ادائیگی یہ ہے کہ اپنی رعیت میں خوب چھان پھٹک کر اس عہدے کے لئے اہل شخص کو اس پر مقرر کرے' اگر اس نے ایسا نہ کیا تو یہ خیانت ہے۔ پس جب کسی عہدے پر آدمی مقرر کرنے کا اختیار عوام کو دے دیا جاوے تو یہ حق اور یہ امانت عوام کی طرف منتقل ہو گئی۔ اب عوام کا فرض ہے کہ عام مسلمانوں کے دینی اور دنیوی نفع کو مدنظر رکھ کر بہتر سے بہتر آدمی کو ووٹ دے کر اس منصب کے لئے منتخب کرے پس کسی بھی مسلمان نے اگر اپنے ذاتی مفاد' خود غرضی اور اقربا پروری کی بنا پر غیر اہل شخص کو منتخب کرنے کے لئے ووٹ دے دیا تو اس نے عام مسلمانوں کے ساتھ خیانت کی۔ اور اجتماعی خیانت جیسے عظیم جرم میں مبتلا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کی خیانت سے بچائے: آمین

و لایخذلہ: یہ خذلان سے ماخوذ ہے بمعنی ترک النصرۃ والاعانۃ۔ یعنی خذلان مدد اور تعاون نہ کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ امام نووی تحریر فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی مسلمان کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے اور وہ دوسرے مسلمان سے اس ظلم کے دفع کرنے کے لئے مدد طلب کرے تو اس کے ذمہ اس کی مدد کرنا لازم ہے۔ بشرطیکہ وہ ظالم کے روکنے پر قادر ہو اور کوئی عذر شرعی نہ ہو۔

کل المسلم علی المسلم حرام عرضہ ومالہ و دمہ : یعنی ایک مسلمان سب کا سب دوسرے پر حرام ہے' مسلمان کا کوئی جز' اور کوئی عضو حلال نہیں ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان کے کسی بھی جزء کو ضرر پہنچانا جائز نہیں ہے۔ اس کے ہاتھ پاؤں سر اور تمام کے تمام اعضاء کو بھی اپنے ضرر سے محفوظ رکھے اور اس کے دل کو بھی نہ ستائے۔ اس وجہ سے بعد میں فرمایا کہ اس کی آبروریزی کرنا بھی حرام ہے۔ اور شرعی جواز کے بغیر اس کا مال کھانا بھی حرام ہے اور اس کا ناحق خون بہانا بھی حرام ہے' یعنی کسی بھی طریق سے مسلمان کو نقصان نہ پہنچائے۔

التقوی ھھنا: تقویٰ یہاں یعنی دل میں ہے۔ یہاں اگر چہ یہ لفظ مذکور نہیں ہے لیکن مسلم کی روایت میں ہے: ویشیر الی صدرہ " یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تقویٰ یہاں ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی بھی مسلمان کی تحقیر اور توہین جائز نہیں ہے کیونکہ تقویٰ دل میں ہوتا ہے جو کہ نظروں سے پنہاں ہے کسی کے دل کے احوال پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی علم نہیں رکھتا۔ لہذا ممکن ہے کہ اس کے دل میں تقویٰ

ہو اور متقی اللہ کے نزدیک مکرم ومعزز ہوتا ہے۔ آیت کریمہ إن اکرمکم عند الله اتقاکم (الآیة) بے شک تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزتمند وہ ہے جو کہ تم میں سے زیادہ متقی اور پرہیز گار ہو' پس جب کہ تقوی والے اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزتمند ہیں' اور تقویٰ کا محل قلب ہے جو کہ آنکھوں سے نہیں دیکھا جاسکتا۔ تو کسی کے دل پر یہ حکم نہیں لگایا جاسکتا کہ اس میں تقویٰ نہیں ہے بلکہ ہوسکتا ہے کہ اس کے دل میں تقویٰ اور خوف خدا موجود ہو اور اس کی توہین کی صورت میں ایک ایسے بندے کی توہین وتحقیر لازم آئے جو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز اور مکرم ہو اور یہ بہت بڑا جرم ہے' اس وجہ سے آخر میں فرمایا۔

بحسب امرء من الشر أن یحتقر اخاه المسلم یعنی کسی آدمی کی برائی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔

مومنین کی مثال:

حدثنا الحسن بن علی الخلال وغیر واحد: قالوا ثنا ابو اسامه عن برید بن عبد الله بن ابی بردة عن جده ابی بردة عن ابی موسی الاشعری قال: قال رسول الله ﷺ المؤمن للمؤمن کالبیان یشد بعضه بعضاً۔ هذا حدیث صحیح وفی الباب عن علی وابی ایوب۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا مؤمن دوسرے مومن کے لئے (ایک) عمارت (کے مختلف اجزاء) کی طرح ہے۔ کہ اس عمارت کا بعض حصہ بعض دوسرے حصوں کو مضبوط کردیتا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ اور اس باب میں حضرت علی اور حضرت ابو ایوبؓ سے بھی روایت ہوئے ہیں۔

مسلمانوں کے استحکام اور بقاء کا راز اتفاق' اتحاد اور ایک دوسرے کو برداشت کرنے میں ہے:

اس حدیث میں جناب رسول ﷺ نے مسلمانوں کے باہمی اتفاق واتحاد اور آپس میں ایک دوسرے سے تعاون وتناصر اور ہر کار خیر میں ایک دوسرے کی مدد کرنے پر زور دے کر ایک مثال سے اس کی توضیح کی ہے' کہ جس طرح ایک عمارت جو کہ متفرق اجزاء پتھر خشت وغیرہ سے بنی ہوئی ہوتی ہے' جبکہ پتھر اور خشت خاص نظم وضبط کے ساتھ کچھ نیچے اور اوپر رکھے گئے اور ان متفرق اجزاء نے ایک دوسرے کو برداشت کر کے تحمل اور بردباری کا مظاہرہ کیا۔ اور ہر جزء دوسرے جزء سے چمٹ کر اس کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ خود بھی مضبوط ہوا اور اس کو بھی مضبوط بنالیا۔ اور اس طرح ایک مضبوط' مستحکم' خوبصورت اور بلند عمارت ظہور پذیر ہوئی۔ وہ تنہا خشت جس کو اس سے پہلے ایک بچہ بھی تھوڑ پھوڑ کر تہس نہس کرسکتا تھا۔ اب وہ جڑ جانے سے آہنی دیوار کی طرح مضبوط بن چکے ہیں جس کا توڑنا کسی کے بس میں نہیں۔ مسلمانوں کو بھی ایک دوسرے سے افتراق اور ایک دوسرے سے قطع تعلق کرنا درست نہیں بلکہ آپس میں نرمی' رحمدلی اور

محبت کے ساتھ مل کر رہنا چاہیے۔ نظم وضبط اور اتفاق واتحاد سے زندگی بسر کرنی چاہیے اور جس طرح کہ دیوار کے نچلے حصہ کے خشت' اوپر والے خشتوں کو اپنے سر پر رکھ کر ان کا بوجھ اٹھائے ہوتے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کو اپنے استحکام اتفاق واتحاد قائم کرنے اور پھر اپنی منظم قوت وشوکت کو برقرار رکھنے کے لئے اپنے آپ کو بڑی سے بڑی قربانی کے لئے پیش کرنا ہوگا۔ یاد رہے کہ جو قوم اپنے اجتماعی نظام' قوت واستحکام اور نظم وضبط قائم کرنے کے لئے اپنے بھائی کا بوجھ خوشی اور محبت سے ساتھ اٹھا کر برداشت نہیں کرتی تو دشمن ان پر مسلط ہو کر زبردستی ان کے سروں پر بیٹھ جاتا ہے۔ اور پھر جبراً وکرہاً ناگواری کے ساتھ دشمن کا بوجھ وہ اٹھاتی پھرتی گے۔

بلاشبہ سچ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے امت کی خیر خواہی کا اکمل طریقے سے حق ادا فرمایا ہے۔ اور کسی بھی قوم کو کسی نے اس سے زیادہ اسباق نہیں پڑھائے ہونگے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کی رہنمائی فرمائی ہے۔ لیکن کاش کہ امت محمدی ﷺ ذرا خواہشات نفسانی کی پیروی اور یہود ونصاریٰ کا اتباع چھوڑ کر جناب رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو اپنی انفرادی واجتماعی زندگی کے لئے بنیاد بنادے اور امت کی کامیابی اور فلاح کے لئے جدوجہد کرے تو امید کی جاسکتی ہے کہ مسلمانوں پر چھائے ہوئے ان گھٹاٹوپ اندھیروں کا جلد خاتمہ ہو اور مسلمان طلوع سحر کی نوید سن لیں۔

نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے
وہی آب و گل ایران وہی تبریز ہے ساقی
نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشت ویران سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

بخاری میں اس حدیث کے ساتھ یہ اضافہ بھی موجود ہے' وشبک بین اصابعه' یعنی جناب رسول اللہ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں دے کر ملایا۔ یہ اس مثال کی مزید توضیح کے لئے کہ مسلمان ایک دوسرے کو اسی طرح مضبوط بنادیتے ہیں جس طرح کہ انگلیاں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر مضبوط مکہ بن جاتا ہے۔

هذا حديث صحيح۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ بخاری اور مسلم نے بھی اس حدیث کو لایا ہے۔

مؤمنین کی آئینہ سے تشبیہ:

حدثنا احمد بن محمد ثنا عبدالله بن المبارك ثنا يحيى بن عبيدالله عن أبيه عن ابي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: إن احدكم مرآة اخيه فان رأى به أذى فليمطه عنه ويحيى بن عبيد الله ضعفه شعبة۔ وفي الباب عن انس۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک تم میں سے ایک (مسلمان) اپنے بھائی (دوسرے مسلمان) کا آئینہ ہے پس اگر اس نے اس مسلمان میں کوئی بری اور تکلیف دہ چیز دیکھی تو اس چیز کو اس سے دور کردے۔ راوی یحییٰ بن عبیداللہ کو حضرت شعبہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور اس باب حضرت انسؓ سے بھی روایت ہوئی ہے۔

اس حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان کو دوسرے کا آئینہ بتایا ہے۔ اس میں بہت سے فائدے ہیں۔

(۱) ایک تو یہ کہ آئینہ اپنے کام حقیقت نمائی میں کسی سے دوستی یا کسی سے دشمنی نہیں کرتا، جو بھی شخص اس میں اپنا چہرہ دیکھتا ہے۔ تو آئینہ اسے اسکا چہرہ اس طرح دکھاتا ہے، جس طرح کہ وہ حقیقت میں ہو یعنی اگر چہرہ صاف ہو اور اس میں کوئی عیب نہ ہو تو آئینہ اس کو اپنی طرف سے عیب دار نہیں بنا دیتا بلکہ اسی طرح صاف اور بے عیب دکھاتا ہے۔

(۲) اگر اس میں کوئی عیب ہو تو آئینہ اس کو نہیں چھپاتا بلکہ اس عیب کو اس پر صاف ظاہر کر دیتا ہے۔ لیکن اس عیب کو اپنی طرف سے بڑھا چڑھا کر بھی نہیں دکھاتا۔ بلکہ جو میل کچیل ہو، یا کوئی داغ دھبہ ہو، جتنی مقدار میں ہو اتنا ہی دکھاتا ہے۔

(۳) آئینہ جب کسی کو اس کا عیب دکھاتا ہے تو صرف اسی دیکھنے والے کو دکھاتا ہے کسی اور پر ظاہر نہیں کرتا، چیختا چلاتا نہیں بلکہ خاموشی سے دکھاتا ہے۔

(۴) پس جبکہ آئینہ اسی طرح حقیقت نمائی کرتا ہے تو پھر لازم ہے کہ جس شخص کو آئینہ اس کے چہرے میں کوئی عیب دکھائے، وہ اس عیب کے ازالے کے لئے فکرمند ہو جائے نہ یہ کہ آئینہ کے ساتھ دشمنی کر کے اسے توڑ ڈالے کہ اس نے کیوں میرے چہرے کو عیب دار ظاہر کیا ہے؟ بلکہ آئینہ کی صفتِ حقیقت نمائی کی وجہ سے عقلاً و شرعاً انسان اس پر مجبور ہو جاتا ہے کہ آئینہ کے ساتھ دشمنی نہ کرے بلکہ اس کو محبوب سمجھے، کیونکہ عیب کسی کو بھی پسند نہیں ہوتا اور کوئی بھی یہ نہیں چاہتا ہے کہ میں عیب دار رہوں لہذا جو چیز اس کو اس کے وہ عیوب دکھاتی ہو جو عیوب وہ خود نہیں دیکھ سکتا تو وہ ضرور اس چیز کو محبوب سمجھے گا۔ کہ اس کی بدولت میں اپنے عیوب کو معلوم کر کے اس کا ازالہ کر سکوں گا۔ الا یہ کہ کوئی شخص حد درجہ بے وقوف ہو تو وہ مخلص خیرخواہ سے بھی دشمنی کرتا ہے۔ تو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے آئینہ کی طرح ہو جائے۔ اگر اس میں کوئی ایسا عیب دیکھے جو خود اس عیب والے کے لئے ضرر اور نقصان دہ ہو یا اس عیب کی وجہ سے دوسرے مسلمانوں کو ضرر ہو، تو اس مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کی خیرخواہی ہرگز نہ چھوڑے کہ اس کو اس عیب کے ساتھ رہنے دیں، بلکہ اس مسلمان کو پورے اخلاص، نرمی اور خیرخواہی سے سمجھا دے تاکہ وہ اپنے آپ سے اس عیب کا

ازالہ کرے‘اور سمجھانا ایسا نہ ہو کہ برسرِ محراب ومنبر عام مجمعوں میں اس کے عیب کو بیان کر کے اسے رسوا کرے‘یا اس کے تھوڑے عیب ونقائص کو بڑھا چڑھا کر زیادہ ظاہر کرے‘یا اس کے عیب بتانے میں اپنا ذاتی غصہ نکالے‘ایسا کرنے سے وہ اپنے عیب کے ازالے کے بجائے جوابی کاروائی کی فکر میں پڑ جائے گا۔اور اپنے عیب کی طرف توجہ دینے کی بجائے اس ناصح کے عیوب کو بیان کرنے لگے گا۔اور اس طرح ایک انتشار اور افتراق پیدا ہو جائے گا۔فائدہ کی بجائے نقصان ہوگا۔دوسری طرف جس مسلمان سے کوئی خیر خواہی کی بات کرے اس کے لئے شرعی تعلیم یہ ہے کہ وہ صرف اور صرف اس بات پر نظر ڈال دے جو بات اس سے کہی جاتی ہے۔اگر بات درست ہے اور اس کے ماننے میں اس کی بھلائی ہے تو اسے اس بات کی قدر کرنی چاہیے اور اس کو ماننا چاہیے۔اپنے اندر کے کسی عیب کی نشاندہی کی جائے تو اپنے اندر اس عیب کو پوری غور وفکر سے تلاش کر کے اس کا ازالہ کرے‘اور اگر وہ اپنے اندر اس عیب کو نہ پاوے تب بھی اس پر فکر مند ہو جائے کہ کبھی آئندہ یہ عیب میرے اندر پیدا نہ ہو وہ یہ بھی اس نشاندہی کرنے والے کی مہربانی سمجھے کہ اس نے ایک عیب کی طرف توجہ دلائی جس سے بچنے کے لئے حضرت عمرؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا:

ان أحب الناس الی من اهدی الی عیوبی“

ترجمہ: یعنی مجھے سارے لوگوں میں وہ شخص زیادہ محبوب ہے جو مجھے میرے عیوب کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں منقول ہے کہ کسی آدمی نے ان کو کسی عیب کا نشانہ بنایا۔حضرت ابوبکرؓ نے جواب میں فرمایا کہ ”اگر یہ عیب میرے اندر موجود ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر دے۔اور اگر یہ عیب میرے اندر موجود نہیں تو اللہ تعالیٰ تجھے معاف کر دے۔

ان أحدكم مرآة اخيه : مرآة میم کے کسرہ کے ساتھ اسم آلہ ہے۔بروزن مفعال آلة الاراءة یعنی دکھانے کا آلہ جسے ہم آئینہ کہتے ہیں۔مطلب یہ کہ تم میں سے ہر ایک اپنے مسلمان بھائی کے لئے آئینہ ہے‘یعنی وہ اپنے بھائی میں وہ کچھ دیکھ سکتا ہے جو کچھ وہ خود نہیں دیکھ سکتا‘یعنی ایک مسلمان بسا اوقات اپنے عیوب کو نہیں سمجھتا جب تک کہ اس کا کوئی مسلمان بھائی اس کو اطلاع نہ دے۔جیسا کہ وہ اپنے چہرے کے نقص کو آئینہ میں دیکھنے کے بغیر نہیں دیکھ سکتا۔پس اس دوسرے مسلمان کے لئے ضروری ہے اس کے عیب پر اس کو خبردار کر دے۔لیکن دوسروں کو مطلع کئے بغیر نرمی اور رحم دلی سے۔فليمطه عنه یعنی اس کا عیب اس سے دور کر دے‘ کا یہی مطلب ہیکہ اس کو اچھے طریقے سے بتا دے تاکہ وہ اس عیب کا ازالہ کرے اور اس برائی کو چھوڑ دے۔نیز اس کے لئے دعا کرے کہ وہ عیب اس سے رفع ہو جائے۔

سندی بحث:

ویحیٰ بن عبیداللہ ضعفہ شعبۃ: یحیٰ بن عبیداللہ کو حضرت شعبہ نے ضعیف قرار دیا ہے اس وجہ سے یہ حدیث ضعیف ہے۔

''التقریب'' میں کہا ہے کہ یحیٰ بن عبیداللہ بن عبداللہ بن موھب التیمی المدنی' یہ متروک ہے' اور حاکم نے کہا ہے کہ وہ موضوع احادیث نقل کرتے تھے۔

نقل حدیث میں احتیاط اور نماز کی اہمیت:

حضرت شعبہ نے جو یحیٰ بن عبیداللہ کو ضعیف قرار دیا ہے اس سے متعلق علامہ ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں یحیٰ بن عبیداللہ کا ترجمہ ذکر کرتے ہوئے نقل فرمایا کہ حضرت شعبہؒ نے کہا ہے: رأیته یصلی صلاۃ لایقیمها فترکت حدیثه میں یحیٰ بن عبیداللہ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ وہ نماز کو برابر طریقے سے ادا نہیں کرتا تھا تو میں نے اس سے حدیث سے نقل کرنا چھوڑ دیا۔ (تحفۃ الاحوذی)

بہت سی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا و آخرت میں انسان کے احوال کے صلاح وفساد کا دارومدار نماز پر ہے' جس کی نماز درست اور مکمل ہو' تو اسکے دیگر معاملات بھی درست ہوں گے۔ اور جو شخص نماز صحیح طور پر ادا نہ کرتا ہو' تو اس کے دیگر معاملات بھی صحیح نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ اپنے عُمال کو تحریری ہدایت نامہ لکھتے تھے' جس میں آپ تحریر فرماتے تھے:

إن أهم أمورکم عندی الصلوۃ فمن حفظها وحافظ علیها فهو لما سواها أحفظ' ومن ضیعها فهو لما سواها اضیع۔

ترجمہ: یعنی میرے نزدیک آپ کے تمام امور میں سب سے اہم نماز ہے۔ پس جس نے نماز کی حفاظت کی اور اس کی پابندی کی تو وہ دوسرے کام بھی اچھے طریقے سے انجام دینے والا ہوگا۔ اور جس نے نماز کو ضائع کر دیا تو وہ دوسری ذمہ داریوں کو بطریق اولی ضائع کرے گا۔''

اسی طرح آخرت میں بھی دوسرے اعمال تب صحیح اور مکمل نکل سکتے ہیں جبکہ نماز مکمل ہو' چنانچہ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ: قیامت کے دن (عبادات میں) سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔ جب نماز صحیح اور مکمل نکل آئے تو دوسرے اعمال بھی مکمل اور صحیح شکل میں آئیں گے اور جب نماز غلط اور نامکمل ہو تو دوسرے اعمال بھی غلط اور ناتمام ہوں گے۔

سلسلہ خطبات جمعہ
شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

فکرِ آخرت

دارالعمل کا رونا نافع اور دارالجزاء کا رونا بیکار ہے:

عن انس عن النبی ﷺ قال یا ایھا الناس ابکوا فان لم تستطیعوا فتباکوا فان اھل النار یبکون فی النار حتیٰ تسیل دموعھم فی وجوھھم کانھا جداول حتی ینقطع الدموع فتسیل الدما فتقرح العیون فلو ان سفناً ازجیت فیھا لجرت۔ (رواہ فی الشرح السنۃ)

ترجمہ: حضرت انسؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا لوگو! خدا کے خوف سے روؤ اگر رونا اختیار میں نہ ہو یعنی اگر رونا نہ آئے تو بہ تکلف روؤ۔ رونے والے کی شکل بناؤ۔ ان احوال کا تصور کرو جو خوف خداوندی سے رلا دے اور رقت طاری کرے حقیقت یہ ہے کہ دوزخی جہنم میں روئیں گے اور ان کے آنسو خون بن کر ان کے رخساروں پر اس طرح بہیں گے گویا وہ نالیاں ہیں اور جب ان کے آنسو ختم ہو جائیں گے تو خون کا بہنا شروع ہو جائے گا۔ اور آنکھیں لہولہان ہو جائیں گی ان کی آنکھوں سے بہنے والا خون اور آنسوؤں کی زیادتی اس انداز سے ہوگی کہ اگر ان کے آنسوؤں کے بہاؤ میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو وہ بھی چلنے لگیں گی۔

یعنی یہ دنیا جو کہ درالعمل ہے اس میں اللہ کے سامنے جتنا رویا جائے کارآمد اور بخشش کا ذریعہ ہے اور غافل رہ کر خواب غفلت میں اپنے عقائد و اعمال بد کی طرف توجہ ہی نہ دی اور نہ اس سے تائب ہونے اور مغفرت کے لئے رجوع الی اللہ کی تو اس دار فانی سے دارالجزاء منتقلی کے بعد اگر اپنے جرائم پر سزا کو دیکھ کر روئیں۔ بلکہ آنسوؤں کی بجائے آنکھوں سے خون کا سمندر بھی امڈ آئے تو پھر نہ بخشش ہے اور نہ رونے سے عذاب الہیٰ میں کمی۔ کیونکہ اللہ کی ہیبت و عظمت کے پیش نظر آنکھوں سے رونے کی صورت میں قطروں کا بہنا اللہ کے نزدیک بہترین عمل ہے اور عمل کی جگہ دنیا ہے جزاء وسزا کا مرتب ہونا ہے نہ کہ آخرت وہ تو یوم الجزاء ہے جس میں دنیا میں رہتے ہوئے اعمال پر بدلہ ملنا ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا خوف خدا:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ جن کو حضور ﷺ نے زندگی میں جنتی ہونے کی بشارت دی بلکہ جنتیوں کی ایک

جماعت کا سردار بنایا۔ اہلسنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ انبیاء کے بعد تمام انسانوں میں بہترین مقام حضرت صدیقؓ کا ہے۔ اتنے مناقب کے باوجود خوف خدا کا یہ حال کہ فرمایا کرتے تھے کہ میں انسان کی بجائے درخت ہوتا جسے کاٹنے کے بعد جلا کر ختم کردیا جاتا۔ کبھی فرماتے کہ کاش میں گھاس ہوتا کہ جانور اسے کھا لیتے۔ کسی جنگل میں گزرتے ہوئے ایک جانور کو دیکھا جو سائے میں بیٹھ کر آرام سے سانس لے رہا تھا فرمایا کہ کس قدر مزے میں ہے یہ جانور' کھاتا پیتا ہے۔ درخت کے سایہ میں بے فکر محو آرام ہے اور آخرت میں اے جانور تجھ سے کوئی حساب لینا نہیں۔

امیر المومنین عمر فاروقؓ کا خوف خدا:

امیر المومنین فاروق اعظمؓ حضرت عمر بن خطاب اکثر ایک تنکا ہاتھ میں لے کر فرماتے' کاش میں بھی ایک تنکا ہوتا۔ یہ وہ عظیم المرتبت' اللہ و رسول کا شیدائی ہے کہ اس کے نام سے اُس دور کی قیصر و کسریٰ جو سپر طاقتیں تھیں اپنے محلات میں بیٹھ کر بھی کانپتے تھے۔ جب رعایا کی حالت معلوم کرنے کیلئے ایک رات دورے پر نکلے ایک بے سہارا عورت اور اس کے بچوں کو بھوک سے نڈھال حالت میں دیکھا کہ ماں نے بچوں کی تسلی کے لئے پانی کو آگ پر چڑھایا ہوا ہے تو خود بیت المال جاکر آٹا و دیگر ضروریات سے بوری بھر کر اپنی کمر پر لادنے کا حکم دیا۔ خدام نے سامان خود لے جانے پر اصرار کیا۔ مگر اس بندہ خدا کا جواب تھا کہ روز قیامت ہر کسی کو اپنا اپنا بوجھ خود اٹھانا ہے اور قیامت کے دن مجھ سے ہی اس لاچار و بے سہارا عورت کی بھوک وافلاس کا پوچھا جائے گا نہ کہ خدام سے۔

ام المومنین سیدہ عائشہؓ کا خوف خدا:

رحمۃ للعالمین کی سب سے پسندیدہ بیوی ام المومنین عائشہؓ اپنے حصہ کی ہزاروں روپے کی غنیمت اپنی کنیز کے ہاتھ ایک ہی وقت میں حاجتمندوں کے ہاں تقسیم کر کے خود بھوکی رہتی ہیں۔

خالق کائنات نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں ان کی برأۃ میں کئی آیات کا نزول فرمایا' روح الامین جبرئیلؑ ان کی خدمت میں حضورؐ کے ذریعہ سلام پیش کر رہے ہیں۔ اہم مسائل اور احکام شرعیہ میں اجلہ صحابہ ان کی طرف رجوع کر کے عائشہؓ کے فقاہت دینی سے استفادہ کرتے۔ ان تمام کمالات و عبادات کے ہوتے ہوئے بھی تمنا کرتیں کہ کاش میں درخت کا پتا ہوتی کہ روز حساب اپنے اعمال کی جواب دہی کے دل دہلانے والے لمحات سے محفوظ رہتی۔

یہی ہے وہ خوف خدا' جس نے ان مقدس و برگزیدہ ہستیوں کو تمام عمر چین اور سکھ سے جینے نہیں دیا۔

جب خلوت میں خوف خدا رفیق ہو:

ورجل دعته امرأۃ ذات حسب ومال فقال انی اخاف اللہ۔

ترجمہ: وہ شخص جس کو کوئی حسین و شریف عورت اپنی طرف متوجہ کرے اور وہ کہہ دے کہ تمہاری قربت سے اللہ کا ڈر

مانع ہے۔

تقویٰ کا مطلب یہ نہیں کہ انسان صرف نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ کی ادائیگی کر کے اپنے کو فلاح یافتہ مسلمان سمجھے بلکہ اس کا اپنے دل میں اللہ کا خوف جا گزین و مستحکم کرنا ہے کہ میری ہر حرکت و عمل کا اللہ کے دربار میں محاسبہ ہوگا۔ حقوق العباد ہوں یا حقوق اللہ' کوتاہی کی صورت میں سب کے لئے رب العالمین کے سامنے جوابدہی کرنی ہوگی۔

ووجدوا ما عملوا حاضرا۔ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ۔ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔ جیسے واضح اور محکم ارشادات ربانی کے مطابق ذرہ ذرہ کو پیش ہونا ہی ہے اور یہ خوف خلوت وجلوت میں ساتھ رہے کہ مجھے ایک دن اس دنیا سے رخصت ہونا ہی ہے جس کے بعد عالم برزخ یعنی قبر کا مرحلہ شروع ہو کر نکیر ومنکر سے اللہ ورسول ﷺ کے بارہ میں سوالات کا سامنا کرنا پڑے گا' جس کے بعد قبر ہی سے روضۃ من ریاض الجنۃ یا حفرۃ من حفر النار کے مکافات عمل کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اس طویل ترین دور کا خاتمہ یہاں نہیں بل'ہ قبر سا اٹھ کر بادشاہوں کے بادشاہ کے سامنے حاضر ہو کر اس کے بے پناہ انعامات کے صلہ میں اپنے ہر عمل کا حساب چکانا ہے۔ آگ وخون کو عبور کرنے کا سخت ترین مرحلہ تو پل صراط کو پار کرنے کا ہے پھر کچھ معلوم نہیں کہ نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں پکڑوا کر جنت کا پروانہ ملتا ہے یا ایسے ہاتھ میں ملتا ہے جو جہنم وعذاب ابدی میں داخلے کا وارنٹ ہے۔

صحابہ کرامؓ اور خوفِ خدا:

خوف خدا کا جو مظاہرہ حضور ﷺ کے برگزیدہ ساتھیوں یعنی صحابہ کرامؓ کے افعال وعمال سے معلوم ہوتا ہے اس میں آج کے برائے نام مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ اسلام کے وہ درخشندہ ستارے جن کو زندگی میں ہی جنت کی بشارتوں سے نوازا گیا ان کی پوری زندگیاں اللہ اور اس کے رسول کے اطاعت' دینی کی سربلندی کے لئے وقف تھیں اور اس راہ میں ایسے مصائب کے پہاڑ ہر ایک پر ٹوٹے کہ آج کے دور میں ان کا تصور بھی بدن پر رونگٹے کھڑے ہونے کے لئے کافی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تاریخ کے مطالعہ سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ حضورؐ کے ان شیدائیوں کا ہر فرد خوف خدا کے جذبہ سے لبریز تھا۔ یہ صرف ''مشت نمونہ خروار'' کے طور پر تین صحابہؓ کا ذکر ہوا۔

خوفِ خدا کی برکات:

اگر اسی ایک جذبہ ''خوف خدا'' کو آج اپنایا جائے تو مسلمانوں کی زبوں حالی' دینی لحاظ سے پستی وانحطاط پر مکمل طور سے قابو پا کر ہم ایک بار پھر ایک دیندار' وفاشعار اور دنیا کے نقشے پر فاتح وغالب قوم کی حیثیت سے ابھر سکتے ہیں۔ مگر اس کے لئے اولین شرط یہ کہ ہم میں سے ہر مسلمان اپنے قول وفعل سے پہلے فرمان الٰہی ولتنظر نفس ماقدمت لغد کے مطابق سوچے کہ میرے ہر عمل کا کل مجھے خدا کے سامنے جواب دینا ہے۔ اور ''خوف خدا'' کی یہ بہترین صفت جس کے دل ودماغ میں رچ بس جائے تو ایک اعلیٰ ترین حسب ونسب اور حسن والی دوشیزہ کیا کہ اس فانی

دنیا کی کوئی پرکشش چیز جو شریعت سے متصادم ہو اسے اپنی طرف مائل بھی کر نہ سکے گی۔ ایسے ہی پاکدامن وعفیف مسلمان کہ گناہ کے تمام وسائل واسباب دستیاب ہونے کے باوجود بھی وہ گناہ سے اجتناب کرے کہ اللہ کے سامنے پیش ہو کر عمل بد کا وبال برداشت کرنا ہے۔ وہ بھی روز محشر کی سختیوں اور مصائبوں سے اللہ کے عرش ورحمت کے سایہ کے نیچے محفوظ رہے گا۔

انفاق فی سبیل اللہ:

ورجل تصدق فاخفاها حتی لاتعلم شماله مانفق یمینه۔

انسان کو اللہ نے جو کچھ اس کی ملکیت میں دیا ہے' انسان غلط فہمی کی بناء پر سمجھتا ہے کہ یہ اس کا حقیقی مالک ہے حالانکہ ان تمام اشیاء بلکہ انسان اپنے بدن کا بھی مالک حقیقی وخود مختار نہیں' جب خود اپنے جسم کا بھی مالک نہیں تو پھر انسان کا مال کب اس کا ہوا۔ بلکہ یہ مال ودولت بھی اس کے ہاتھ میں امانت ہے جس میں وہ محض امین ہے کہ جہاں خدا کی اجازت ہو وہاں صرف کرنے کا اختیار ہے اور جہاں ممانعت ہے اس کو قطعاً صرف کرنے کا کوئی اختیار نہیں اس لئے اگر مال میں اللہ کی مرضی (یعنی احکام شرعیہ) کے خلاف تصرف کیا جائے تو وہ امانت میں خیانت اور خیانت کرنا سنگین جرم ہے۔

اب جب مال ودولت کا اصل وارث ومالک رب العالمین ہے تو اس نے اپنے نائب وخلیفہ انسان کو اس کے خرچ کے مختلف طریقے بھی ذکر فرمادیئے ان میں سے ایک طریقہ حاجتمندوں' فقراء مساکین کی حوائج کو پورا کرنے کے لئے ان پر صدقہ یعنی خیر وخیرات بھی ہے' کیونکہ ایک شخص کے حق میں دولت کے ارتکاز کا اسلام سخت مخالف ہے' قرآن میں اور اسی طرح احادیث مقدسہ میں بے شمار مقامات پر ایسے لوگوں کی مذمت اور ان کے لئے قبر وجہنم کے عذاب کا وعید کیا گیا ہے۔ جو صاحب ثروت ہوتے ہوئے بھی اپنے مال وزر پر سانپ کی طرح بیٹھ کر حاجت مندوں کی حاجت روائی تصدق کے ذریعہ نہ کریں اور انفاق فی سبیل اللہ کرنے والوں کے لئے بے شمار اجور ومراتب کے ذکر پر قرآنی آیات اور نبوی اقوال مشتمل ہیں۔

ایک جگہ اور ارشاد باری ہے: مثل الذین ینفقون اموالهم فی سبیل الله کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مائه حبة والله یضاعف لمن یشاء والله واسع علیم۔

ترجمہ: ان لوگوں کی مثال جو خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو اللہ کے راستے میں ایک دانے کی طرح ہے کہ اس سے سات بالیں اگیں ہر بال میں سو دانے ہوں اور اللہ اس سے بھی دگنا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے اور اللہ کشائش والا جاننے والا ہے۔

آیت کا مطلب صاف واضح ہے کہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو اس کو ایک روپے (مثلاً) خرچ

کرنے کے بدلے سات سونیکیاں ملیں گی اور پھر صرف سات سو میں یہ اجر محدود نہیں بلکہ اللہ کی شان کریمانہ ورحیمانہ کے تقاضا کے مطابق یہ عدد چودہ سو بھی ہو سکتا ہے۔

صدقات کی فضیلت کے بارہ میں رحمۃ للعالمینؐ کے چند ارشادات بھی ذکر کر رہا ہوں۔

قال رسول اللہ ﷺ ان الصدقة لتطفی غضب الرب وتدفع میتة السوء (احمد)

ترجمہ: صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو بجھاتا ہے اور بری حالت کی موت سے بچاتا ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ مامن یوم یصبح العباد فیه الاملکان ینزلان فیقول احدهما اللهم اعط منفقاً خلفا ویقول الاخر اللهم اعط منفقاً تلفاً (بخاری ومسلم)

ترجمہ: روزانہ ہر صبح کو دو فرشتے اترتے ہیں ایک یہ دعا دیتا ہے کہ الٰہی تو سخی اور خرچ کرنے والے کے مال میں زیادتی اور برکت دے اور دوسرا کہتا ہے کہ نہ دینے والے بخیل اور کنجوس کے مال میں کمی کر دے اور اسے برباد کر دے۔

قال رسول اللہ ﷺ تصدقوا فان الصدقة فکاککم من النار (ترغیب)

ترجمہ: صدقہ کیا کرو کیونکہ صدقہ تم کو دوزخ سے بچالے گا۔

احادیث کے ذخیرہ میں ایسے بیسیوں فرمودات میں اللہ کی راہ میں تصدق کرنے والوں کے درجات وثمرات کا ذکر ہے ایک جگہ فرمایا گیا ہے کہ جو شخص اپنے غربت اور فقر کے باوجود اپنے تھوڑے سے مال میں سے کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا اس کو امیر آدمی کے بہت سے مال سے بھی زیادہ ثواب ملے گا' یہاں تک کہ مفلس محتاج کا ایک درہم امیر کے ایک لاکھ درہم سے بڑھ کر ثواب رکھتا ہے۔

لیکن تصدق پر درجات واجور ملنے کے لئے سب سے اہم شرط یہ کہ تصدق خالص اللہ کی رضا کے لئے ہو نہ اس لئے کہ لوگوں میں شہرت اور دکھلاوے کے لئے۔ جیسے کہ آج کل پہلے تو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق نہیں اگر کبھی دل میں خیال آ بھی جائے تو خواہش ہوتی ہے کہ فرض زکوٰۃ کی تقسیم کی بھی لوگوں' اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ میں خوب تشہیر ہو جائے۔ اخبارات میں بڑے بڑے عنوانات سے رقم دینے کا ذکر بمع تصاویر آ جائے۔ فرض کی ادائیگی کے لئے بھی مجالس ومحافل کا انعقاد کیا جائے۔ یہی حالت نفلی صدقات کی بھی ہے۔

نام ونمود اور ریاء کی مذمت:

ایسے نام ونمود ونمائشی صدقات کی حقیقت خالق کائنات نے اس انداز مین ذکر فرمائی۔ یا ایها الذین امنوا لاتبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی کالذی ینفق ماله رئاء الناس ولایؤمن بالله والیوم الاخر فمثله کمثل صفوان علیه تراب فاصابه وابل فترکه صلداً۔

لایقدرون علی شیئی مما کسبوا واللہ لایھدی القوم الکافرین۔

ترجمہ: اے ایمان والوں تم احسان جتلا کر یا ایذا پہنچا کر اپنی خیرات اور احسان کو برباد نہ کرو جو شخص اپنا مال خرچ کرتا ہے لوگوں کو دکھانے کے لئے اور ایمان نہیں رکھتا اللہ پر اور روز قیامت پر اس کی مثال ایسی ہے جیسا ایک چکنا پتھر جس پر کچھ مٹی لگی ہو پھر اس پر زور کی بارش پڑے جو اس کو بالکل صاف کر دے، ایسے لوگوں کو اپنے ہاتھ کی کمائی ذرا ہاتھ نہ لگے گی، اور اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو راستہ نہیں بتلاتے۔

معلوم ہوا کہ اللہ کی رضا و خوشنودی کی خالص نیت کے سوا انفاق اور خرچ کے جتنے بھی محرکات ہوتے ہیں ان سب کا مطلوب و مدعا ہیر پھیر کر غیر اللہ ہوتا ہے۔ خواہ اپنے نفس کی خوشی و خواہش یا نام و نمود اور عزت و شہرت، خواہ ارباب اقتدار کا ڈر دباؤ اور ظاہر ہے اللہ اور روز قیامت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے مال خرچ کرنے کے اسباب یہی کچھ ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایک مخلص مسلمان کا ہر عبادت کی ادائیگی کے وقت یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ میرا ہر عمل روز قیامت رب العزت کے حضور پیش ہو کر اس پر نتیجہ ثواب کی صورت میں مرتب ہونا ہی ہے، اور ایسے مخلص مسلمان کا ذکر رب تعالیٰ نے ان الفاظ میں فرمایا۔ وما تنفقون الا ابتغا وجہ اللہ

پس ایسا شخص بھی عرش کے سایہ میں جلوہ افروز ہوگا جو دائیں ہاتھ سے خرچ کر کے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہیں چلنے دیتا نہ کہ ہماری خیرات اور نیکی کی طرح کہ سارے محلہ و شہر میں ڈھنڈورا پیٹیں اور پھر صرف اس پر بھی قناعت نہیں کرتے بلکہ وقت بے وقت جس کے ساتھ معمولی احسان کیا جائے۔ کرتے تو خدا کی رضا آخرت کے ثواب کے لئے مگر جن کے ساتھ یہ سلوک و احسان کرتے ہیں کچھ نہ کچھ زبانی و عملی ممنونیت اور شکر گزاری کی توقع قائم کر لیتے ہیں جس میں اگر ان سے کوتاہی ہوتی ہے تو برا مانتے ہیں۔ اور بسا اوقات ایسی صورت میں اپنا احسان جتلانے اور یاد دلانے پر بھی اتر آتے ہیں جس سے سب کئے کرائے پر مٹی ڈال دی جاتی ہے اس کی بڑی وجہ یہ کہ ہمارا نفس پوری طرح اپنے نفسیاتی جذبات سے پاک نہیں ہوتا کہ خدا و آخرت کے سوا کسی اور طرف کسی طرح کے اجر و ثواب کے لئے نظر اٹھی ہی نہیں جا سکتی، اللہ کے نام پر تو وہ خیرات و صدقہ ہے کہ بالکل خفیہ ہو باقی رہانیت کا تعلق تو وہ اللہ کو معلوم ہوتا ہے۔

<u>بخاری شریف کی ایک روایت:</u>

بخاری شریف کی ایک روایت میں ایک نیک دل مسلمان کا ذکر ہے کہ جب اس نے اللہ کی راہ میں خفیہ انفاق کے فضائل سنے تو رات کی تاریکی میں اپنے آپ کو ڈھانپ کر ایک دیوار کی آڑ میں کھڑا ہوا کہ کوئی پہچانے بغیر کسی کے ہاتھ میں صدقہ کا مال تھما دوں۔ اتفاقاً وہاں سے ایک آدمی کا گزر ہوا۔ اندھیرے میں اس کے ہاتھ میں رقم تھما دی۔ صبح لوگوں میں مشہور ہوا کہ رات ایک چور چوری کرنے جا رہا تھا کہ ایک سخی آدمی نے اسے بڑی دولت سے مالا مال کر دیا۔ صدقہ کرنے والا لوگوں کی یہ باتیں سن کر پریشان ہوا دل میں کہا یا اللہ عجیب مسئلہ ہوا۔ خیرات بھی دے دی اور

بھی ایک چور کو دوسرے دن سوچا کہ مرد تو چور ہو سکتے ہیں عورتیں چوری نہیں کرتیں۔ رات ایک خفیہ مقام پر کھڑا ہو کر ہ میں گزرنے والی ایک عورت کو اپنا خیراتی مال حوالہ کر دیا۔ صبح پھر شہر میں لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ فلاں زانیہ رت کہیں زنا کے ارادے سے جارہی تھی کہ کسی نے بہت بڑی دولت اس کے حوالے کر دی یہ شخص پہلے سے بھی زیادہ یشان ہوا کہ اب کیا کیا جاوے۔ خفیہ خیرات کرنے کی نیت ادائیگی کی تو وہ بھی ایک بدکار عورت کو۔ تیسری رات پھر کسی جد میں اس نیت سے آیا کہ مسجد جیسی مقدس جگہ میں نہ چور کی موجودگی کا امکان ہے اور نہ تو زانیہ کی آمد کا۔ ایک شخص کو بٹھا دیکھ کر اپنا صدقہ اسکے سپرد کر دیا۔ صبح ہوتے ہی شہر میں مشہور ہوا کہ رات فلاں نواب و رئیس کو مسجد میں کسی نے بہت امال دے دیا۔ انتہائی رنجیدہ و فکر مند ہوا کہ تین دفعہ صدقہ دیا۔ تینوں دفعہ بے جا مصرف اور مستحق و فقیر کو نہ پہنچا غیبی واز آئی فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ تمہارا صدقہ قبول ہو گیا۔ تم ثواب و اجر کے حقدار ہو۔ اللہ اپنے بندے کی و ملاص کو دیکھتا ہے۔ چور کے ہاتھ جب تمہاری دولت آئی۔ اس رات اس نے تیرے مال کی وجہ سے چوری نہ کی کہ ری کا مقصد حصول مال ہے اور وہ مقصد حاصل ہو گیا۔ بدکارہ عورت دولت کی غرض سے زنا کرنے جارہی تھی۔ جب ہارا دیا ہوا مال اسے ملا' اس نے اس رات زنا کا ارادہ ترک کر دیا۔ گناہ سے بچ گئی۔ ایک غنی آدمی دولت مند شخص تھا ں میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حوصلہ نہ تھا جب تمہاری طرف سے اسے دولت ملی۔ اسے بھی خیال آیا کہ جس خدا نے اس دینے والے کو مال و دولت دی ہے وہ تو اللہ کے نام پر دے رہا ہے جبکہ میں اللہ کی طرف سے دیئے ہوئے مال و کو اللہ کی راہ میں دینے سے کیوں کنارہ کر رہا ہوں۔ تمہیں دیکھتے ہوئے وہ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے پر آمادہ ہوا۔

وصِ نیت:

معلوم ہوا کہ دارومدار نیت پر ہے۔ اور پھر ایک آدمی کے اخلاص عمل سے نہ صرف اس کا عمل قبول ہوا آخرت رہو گئی بلکہ اس کے للہی عمل کی وجہ سے تین اور مسلمان بھی برائی سے رک گئے۔ یہی صورت صرف انفاق فی سبیل اللہ نہیں بلکہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری شریف کی پہلی روایت "انما الاعمال بالنیات" اور "لکل ری مانوی" کے مطابق تمام عبادات و اعمال صالح کی صحت و فساد کا انحصار نیت پر ہے۔ اگر کوئی عبادت خواہ ز روزہ حج اور زکوٰۃ ہو اللہ کی رضا کیلئے ہو اس پر جزا و ثواب کا اطلاق ہوگا۔ اور اگر و کھلاوے اور دنیاوی غرض کیلئے ہو تو رف صورت تو عابد اور مطیع کی ہوئی' خدا کی طرف سے آخرت میں اس پر کوئی اجر و ثواب کس حیثیت سے مل سکتا ہے؟

اللہ جل جلالہ' ہم سب کو اپنے اعمال خالص اللہ کی رضا جوئی کیلئے ادا کرنے کی توفیق نصیب فرما کر روز حشر ے شدائد سے بچنے کے اسباب و عوامل میسر فرماویں۔

پروفیسر قاضی حلیم فضلی*

احترام رسالت کے ایمانی تقاضے

امتیاز زیر موضوع مع ترجمہ:

یاایھا الذین آمنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھرو بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون۔ (سورۃ حجرات۔۲)

''اے ایمان والو! اپنی آواز نبیؐ کی آواز سے بلند نہ کرو' اور نہ نبیؐ سے اونچی آواز سے باتیں کرو' جیسا کہ تم آپس ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہو' کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ تمہارا کیا کرایا نیک عمل ضائع ہو جائے اور تم کو خبر بھی نہ ہو

تفسیر وتشریح:

مندرجہ آیت سورۃ الحجرات کی پہلی آت کی طرح حضورﷺ کی مجلسوں میں بیٹھنے اور آپؐ سے گفتگو کرنے کے آداب سے متعلق ہے تا کہ آپ پر ایمان لانے والے آپؐ کے احترام' ان کی عظمت اور مرتبہ سے واقف ہوکر آداب کا خیال رکھیں' اور غیر شعوری طور پر کسی ایسی بے ادبی اور گستاخی کے مرتکب نہ ہو جائیں جو ان کے اعمال ضیاع کا موجب بن جائے' حضورﷺ کے ساتھ پیش آتے وقت یہ احساس دامن گیر رہے کہ وہ کسی عام آدمی سے مخاطب نہیں اور نہ عام آدمی ان سے گفتگو کر رہا ہے' باہمی ہم مرتبہ افراد کے ساتھ گفتگو اور حضورﷺ کے ساتھ گفتگو کا انداز جدا ہونا چاہیے۔

یہ آداب بظاہر حضورﷺ کی زندگی میں ان کے ساتھ موجود صحابہ کرامؓ کی روزمرہ آمدورفت میل جول اور طرز تخاطب سے متعلق معلوم ہوتے ہیں' اور عام آدمی اس حکم کو حضورؐ کی زندگی تک محدود سمجھتا ہے' اور یہ خیال کرتا ہے کہ اب جب کہ حضورؐ ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں تو اسی احتیاط کی ضرورت باقی نہیں رہی' لیکن حقیقتاً ایسا نہیں ہے' یہ حکم حدیثاً حضورؐ کی زندگی میں اہم تھا اتنا ہی آج بھی ہے۔

اگرچہ حضورؐ کی ذاتِ گرامی قدر ہمارے درمیان موجود نہیں ہے تو بھی آپؐ کے احکامات' ان کا طرز عمل' اند

* مدیر ماہنامہ ''القلم'' اوگی' مانسہرہ

حیات اور ہدایات موجود ہیں اور یہ اتنے ہی واجب الاحترام لائق تعظیم و تکریم اور مستحق محبت اور عقیدت ہیں جتنے ان کی زندگی میں تھے۔اب آپؐ کے وہ احکامات' ان کا طرز عمل و ہدایات ہوتے ہوئے اپنی رائے اپنی بات اور اپنے افکار ونظریات کو مقدم سمجھے اپنی بات کو اونچا رکھے' یہ اتنی ہی گستاخی اور بے ادبی ہے جتنی ان کے سامنے آواز اونچی رکھنا' آپؐ کا فیصلہ موجود ہو' ان کا ذکر ہو رہا ہو' ان کی تعلیمات کا بیان ہو رہا ہو تو انہیں خاموشی سے سننا' ان پر عمل کرنا اسی آیت کے حکم اور تعلیم کے ذیل میں آتا ہے۔

عمومی تعلیم:

اسی آیت کے ذریعے اسلامی تعلیمات و آداب کا عمومی انداز بھی سکھایا گیا ہے کہ اپنے میں سے بزرگ اشخاص خاندانی ہوں یا شہری ہوں' عمر میں بڑے ہوں یا علم و تقویٰ میں بڑے ہوں ان کے ساتھ اسی طرح کے طرز تخاطب اور طرز کلام کی نصیحت ملتی ہے' اپنے بزرگوں کے ساتھ ہم مرتبہ لوگوں یا ہم عمر ساتھیوں کا سا انداز گفتگو بے ادبی جہالت اور عدم احترام کا ثبوت ہوتا ہے۔اسی آیت میں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دین میں ذات رسولؐ کی عظمت کا مقام کتنا بلند ہے' رسولؐ کے سوا کوئی شخص ایسا نہیں' خواہ وہ کتنا ہی قابل احترام ہو یہ حیثیت نہیں رکھتا کہ اس کے ساتھ بے ادبی ہو' اس کے سامنے بلند آواز سے بولنا اتنا بڑا جرم ہے کہ کفر کے برابر اس کی سزا دی جائے' ہے اس کے اعمال صالحہ غارت کر دیئے جائیں ورنہ ان کے حق میں بے ادبی' بلند کلامی کو زیادہ سے زیادہ گستاخی و بدتمیزی کہا جائے گا۔

احترام رسالت کے احکام:

رسول خداﷺ کا احترام خدا کا احترام ہے۔اس آیت سے متصل اگلی آیت میں ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ ر کے اس امتحان میں پورے اترتے ہیں' یعنی اپنی آوازیں حضورؐ کے سامنے نیچی رکھتے ہیں ان کے دل تقویٰ کے لئے ن لئے جاتے ہیں' ان کے لئے بخشش بھی ہے اور بہت بڑا اجر بھی ہے۔گویا حضورؐ کے احترام سے خالی دل تقویٰ سے لی ہوتے ہیں' حضورؐ کے مقابلے میں کسی کی آواز بلند کرنا محض ظاہری بدتہذیبی نہیں بلکہ باطنی پرہیزگاری کے بھی منافی ہے' قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و رسولہ ولا تولوا عنہ نتم تسمعون۔ ''اے ایمان والو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسولؐ کی تابعداری کرو اور انکی ہدایت سے منہ نہ موڑو بلہ تم اسے سنو۔''

حضورؐ کے دور حیات انہی احکامات و ہدایات کو سننا ان کی زبانی مبارک تھا' آپ کے بعد ان احکامات و لیمات کو اس وقت سے لے کر اب تک سنایا جا رہا ہے' پڑھا جاتا ہے' پڑھایا جا رہا ہے' اب اپنی زندگی میں ان احکامات علیمات پر نہ چلنا یقیناً روگردانی اور منہ موڑنا ہے۔

کیا ہم اپنی زندگی میں اپنے معاملات میں اپنے رسوم و روایات میں اپنے تعلقات میں' اپنے قوانین میں'

اپنی زراعت وتجارت میں حضورﷺ کی تعلیماتی' احکاماتی اور ہدایاتی آواز کے مقابلے میں اپنی آواز اپنی خواہش اپنی مرضی کی آواز' ضمیر کی آواز' اور نفس کی آواز کو دباتے ہیں؟ اگر نہیں دباتے اور انہیں اونچا رکھتے ہیں تو پھر خدا کے اس خطرناک وعدے اور دردناک سزا کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ' یدخلہ نارا خالداً فیہا ولہ عذاب مہین۔ ۔" جس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی اور ان کی قائم کردہ حدود کو توڑا اسے ہمیشہ کے لئے آگ میں ڈالا جائے گا اور ذلت آمیز عذاب دیا جائے گا" (سورۃ جن ۲۳)

اس کے برعکس خدا اور رسولؐ کی تابعداری کرنے والوں کو یہ خوشخبری سنائی گئی ہے: اطیعوا اللہ ورسولہ لعلکم ترحمون۔ "خدا اور رسول کی تابعداری کرو تا کہ تم پر رحم فرمایا جائے۔"

مومنین کا کردار:

مومن کا کردار تو یہ ہوتا ہے۔ انما کان قول المومنین اذا دعوالی اللہ ورسولہ لیحکم بینھم ان یقولوا سمعنا واطعنا اولئک ھم المفلحون۔ (سورۃ نور۔۵۱)

جب مومن لوگوں کو اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ ان کے اختلافات کا فیصلہ کیا جائے تو مومنین خدا اور رسولؐ کا فیصلہ سن کر پکار اٹھتے ہیں کہ ہم نے یہ فیصلہ سن لیا اور مان لیا۔ یہی لوگ بامراد اور فلاح پانے والے ہوتے ہیں وہ خدا اور اس کے رسولؐ کے فیصلے پر سر جھکا دیتے ہیں اختلافات پر اڑے نہیں رہتے۔

پھر اسی سورۃ نور کی اگلی آیت ۵۲' میں مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

من یطع اللہ ورسولہ ویخش اللہ ویتقہ' فاؤلئک ھم الفائزون۔

"جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کی تابعداری میں زندگی کے معاملات گزار ہیں اللہ سے ڈریں اور پرہیز گاری اختیار کریں وہی لوگ کامیاب و بامراد قرار دیئے جاتے ہیں' اور اعلیٰ درجات پر بٹھائے جاتے ہیں"

ہمارے نزدیک کامیابی کا معیار جدا ہے ہم خدا اور رسولؐ کی نافرمانی کرتے ہوئا اپنی چالاکی اور دھوکہ دہی سے جعل سازی اور چاپلوسی سے' جھوٹ اور وعدہ خلافیوں سے' اپنا ایمان اخلاق اور ضمیر بیچ کر ترقیوں پر فائز ہونے کو کامیابی سمجھتے ہیں' آج ہمارے آس پاس سیاسی اعتبار سے' کاروباری طور پر' اپنے اپنے مناصب کے لحاظ سے اور دولت کے لحاظ سے جتنے لوگوں کی زندگیوں میں چمک دمک نظر آتی ہے وہ بلاشبہ کامیابی کی علامتیں نظر آتی ہیں' مگر ان کے اندر جھانک کر دیکھئے تو ساری چمک دمک خدا اور رسولؐ کے احکامات کی خلاف ورزیوں کے ذریعہ حاصل کردہ ہوگی' پھر ماشاء اللہ' اصل کامیابی خدا اور رسولؐ کی اطاعت میں ہے اس کے بغیر تمام اعمال باطل اور غارت ہیں' اطیعو اللہ ورسولہ ولا تبطلو اعمالکم ۔خدا اور رسولؐ کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال برباد نہ کرو۔

سورۂ نور آیت ۶۲۔۶۳ میں ارشاد ہے: ولا تجعلو دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم

بعضاً۔ قد یعلم اللہ الذین یتسللون منکم لواذا۔ فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم" "مومنو! پیغمبرؐ کے بلانے کو تم ایسا خیال نہ کرو کہ تم اس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو، بے شک خدا کو وہ لوگ معلوم نہیں جو پیغمبر کے بلاوے، دعوت پر آنکھ بچا کر چل دیتے ہیں، یعنی سنی ان سنی کردیتے ہیں، جو لوگ پیغمبرؐ کی مخالفت کرتے ہیں، انہیں اس انجام سے ڈرنا چاہیے کہ ان پر کوئی آفت نہ پڑ جائے یا تکلیف دہ عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں اس آیت میں واضح طور پر کہہ دیا گیا ہے کہ حضورؐ کی دعوت یا بلاوا کسی ایسے ویسے کا حکم اور بلاوا نہیں جیسے کان بہرے کرکے آنکھ بچا کر یا کنی کترا کر نہ سنا جائے بلکہ حضورؐ کا بلاوا اور آپ کی بات ہی اونچی رہے، قابل ترجیح رہے۔

آج ساری دنیا کے مسلمان اپنے اپنے ملکوں میں جس مصیبت اور عذاب میں مبتلا ہیں، فلسطین، کشمیر، عراق، کابل، بوسنیا، چیچنیا، کوسوو، الجزائر، وہ سب حضورؐ کی نافرمانی کا نتیجہ ہے، اپنے پاکستان خدا اور رسولؐ سے بڑھ کر امریکہ اور مغربی طاقتوں کو خدا مان کر ان کے اشاروں پر ہم نے جو کچھ کیا، اس کی سزا اتنی قربانیوں اور تابعداریوں کے باوجود ہم بھگت رہے ہیں اور نہ جانے ابتداء کیا کچھ بھگتتے رہیں گے۔ مہنگائی کا عذاب، لوٹ مار، ڈاکہ زنی، ورہزنی کے آئے دن واقعات نے لوگوں کا جینا حرام کردیا ہے، جب دلوں میں رسول خداﷺ کا احترام تھا، آپ کی بات کو اونچا سمجھا جاتا تھا تو وہ ہمارے عروج اور ترقی کا دور تھا جب مسلمانوں نے امریکہ کی بات کو اونچا سمجھا اس کے اشاروں پر عمل کردیا اور نصف صدی سے اس پر عمل ہوتا رہا تو آج ہم ذلت ورسوائی کی دلدل میں پھنستے چلے جارہے ہیں اور ہم آج یہود و ہنود کے رحم و کرم پر ہیں۔

کسی کی بات کو توجہ سے سننا اسے بسروچشم تسلیم کرنا اسی وقت ممکن ہوتا ہے جب بات کرنے والے کی عزت واحترام دل میں موجود ہو۔ یہ قلبی احترام جہاں اس شخصیت کے سامنے اونچی آواز سے باز رکھتا ہے، وہاں اس کی ہدایت اور احکام کی تعمیل میں مستعدی، بلکہ مجنونانہ بجا آوری پر آمادہ رکھتا ہے۔ اردو کے شاعر میر تقی میر نے کیا خوب کہا ہے

عشق بن یہ ادب نہیں آتا دور بیٹھا غبار رہ سے میر

حضورﷺ کے ساتھ دور اول کے مومنین وصحابہ کرام کو جس قدر محبت تھی اور جتنا احترام تھا ان کے سامنے اونچی آواز سے بولنا تو کجا حضورؐ کی ہر ہر بات پر ہر حکم پر، ہر عادت وانداز پر سوجان سے فدا ہوتے تھے، اور ایک دوسرے سے سبقت لے جاتے تھے، خواہ حضورؐ کا وہ عمل دینی ہدایات پر ہوتا! حضورؐ کی ذاتی اور طبعی عادت کے مطابق ہوتا، اس کے برعکس ہمارا یہ حال ہے کہ حضورؐ کی واضح ہدایات کو جانتے ہوئے بھی اپنی زندگیوں کے معاملات ودرجات، رسومات اور فیصلوں میں اپنی بات اونچی رکھتے ہیں اپنا شملہ، اپنی ناک اونچی رکھتے ہیں، ہم اپنی بات کی تردید اور مخالفت میں شملہ گرنے اور ناک کٹنے سے کتراتے ہیں۔

ہماری زیر بحث آیت اتری تو حضرت ثابت بن قیس بن شماس گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھ رہا اور رونے لگے کیونکہ وہ اپنی قوم کے سردار تھے' زیب و زینت کے دل دادہ' بارعب و بلند آواز تھے' انہیں یہ فکر لاحق ہوئی کہ اونچی آواز کی وجہ سے میرے اعمال غارت ہو جائیں گے اور میں دنیا و آخرت میں نامراد ہو جاؤں گا' حضورﷺ نے ان کی مسلسل غیر حاضری کو محسوس فرما کر دریافت فرمایا تو بتایا گیا کہ اس آیت کی تہدید و تنبیہ کی وجہ سے وہ ڈرتے ہیں کہ انہی اونچی آواز کی وجہ سے کہیں خدا کے غضب کے سزاوار نہ بن جائیں' حضورﷺ نے انہیں بلا کر تسلی دی کہ آپ نے میرے احترام اور خدا کے حکم کا اتنا خیال رکھا اس کے بدلے میں آپ نے انہیں جنت کی بشارت اور شہادت کی پیشن گوئی فرمائی۔

۲۔ حضورﷺ کی مجلس میں صحابہ کرامؓ کا یہ عالم ہوتا تھا کہ حضرت اسامہ بن شریک کی روایت کے مطابق صحابہؓ ایسے بت بنے بیٹھے ہوئے تھے جیسے ان کی سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوں کہ ذرا حرکت ہوئی تو وہ اڑ جائیں گی' عقیدت و محبت کا یہ حال تھا کہ آپؐ وضو کا پانی بھی نیچے نہ گرنے دیتے تھے' ہاتھوں پر تھام کر چہروں پر ملتے تھے حضورؐ نے سب دریافت فرمایا تو کہنے لگے ہم اس سے برکت حاصل کرتے ہیں' آپؐ نے فرمایا جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی دوستی چاہتا ہے اسے گفتگو میں سچائی' معاملات میں دیانت اور پڑوسیوں کو تکلیف دینے سے باز رہے۔

۳۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مکان میں حضورﷺ ہجرت کے بعد کچھ عرصہ مقیم رہے' آپؐ مکان کی نچلی منزل میں ٹھہرے ہوئے تھے اور حضرت ابوایوب انصاریؓ اوپر کی منزل میں رہتے تھے۔ حضرت ابوایوبؓ کا آپؐ سے محبت کا عالم تھا' اور احترام کی یہ کیفیت کہ اوپر منزل میں سوتے وقت کونوں میں دبکے پڑے رہتے تھے کہ ایسا نہ ہو جہاں وہ سوئے ہوں ٹھیک نیچے حضورؐ سوئے ہوئے ہوں تو یہ بے ادبی ہوگی۔ آپ کے گھر سے حضورﷺ کے لئے کھانا آتا تھا جب برتن واپس ہوتے تھے تو برتن میں بچے ہوئے کھانے کو بڑی رغبت سے کھاتے تھے اور پلیٹ کے اسی حصے سے کھاتے تھے جہاں آپ کی انگلیوں کے نشان ہوتے تھے اور حضورؐ نے کھایا ہوتا۔ حضورؐ لہسن اور پیاز نہ کھاتے تھے کہ اس کی بُو منہ سے نہ آئے۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ نے اپنے لئے بھی لہسن اور پیاز کا استعمال ترک کر دیا تھا۔ ایک دن رات کو پانی کا گھڑا ٹوٹ گیا' تو ابوایوب انصاریؓ نے وہ تمام پانی اوڑھنے والے کمبل میں جذب کر لیا تاکہ اوپر سے پانی کا کوئی قطرہ حضورؐ پر نہ گر پڑے اور خود ساری رات بغیر کمبل کے سردی میں ٹھٹھرتے رہے کہ کمبل گیلا ہو گیا تھا۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک دن استادِ محترم امام مالکؒ کے درس حدیث میں شریک تھا میں نے دیکھا کہ حضرت امام مالکؒ کے چہرے پر جھرجھری آئی۔ چہرے پر اذیت اور تکلیف کے آثار نمودار ہوئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے چہرہ زرد پڑ گیا' لیکن درس کا سلسلہ حسب دستور جاری رہا کہ حضرت امام مالکؒ وہی ہیں جن کی کتاب ''موطا امام مالک احادیث نبوی کی مستند مجموعہ ہے یہ غیر معمولی حافظ کے مالک تھے خود فرماتے تھے کہ ایک دفعہ

کوئی عبادت یاد تو پھر کبھی ذہن سے نہ نکلی۔ ان کی طالب علمی کا دور نہایت تنگی ترشی سے گزرا بار ہا مکان کی چھت سے لکڑیاں نکال کر فروخت کرنا پڑیں اور تعلیم کے اخراجات پورے کیئے۔ خداوند تعالیٰ نے بدلہ دیا تو خوشی کے دن نصیب ہوئے' اچھے سے اچھا کپڑا پہنتے اور اچھا کھانا کھاتے۔' عبداللہ ابن مالکؒ فرماتے ہیں کہ درس کے دوران چہرے کا رنگ بدلا' تکلیف کے آثار ظاہر ہوئے درس حدیث کے دوران وہ جس پہلو بیٹھے ہوتے دوسرا پہلو نہ بدلتے ایسا کرنا ان کے نزدیک تدریس حدیث کی بے ادبی تھی' درس ختم ہونے کے بعد لوگ چلے گئے' تو میں نے چہرے کی کیفیت کا سبب پوچھا۔ فرمایا ''درس کے دوران بچھوں نے کاٹا تھا' دس بار اس نے ڈنگ مارا' میں نے برداشت کیا' تا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتے ہوئے ضبط سے کام نہ لیتا' اٹھتا یہ پہلو بدل دیتا تو یہ حدیث کی بے ادبی ہوتی''

ہم حضور ﷺ کی حدیث سنتے بھی ہیں سناتے بھی ہیں اس دوران کتنی بے ادبیاں سرزد نہیں ہوتیں۔ حضورؐ کی باتیں ہو رہی ہوں تم ہم اپنے جسمانی تقاضے اور معمولی کھجلی تک کو برداشت نہیں کر سکتے' اپنی سرگوشیاں جاری رہتی ہیں گویا ہم حضورؐ کی بات سے اپنی بات مقدم رکھتے ہیں۔ پھر جہاں آپ کا حکم ہوتا ہے ہم اپنا حکم' اپنا فیصلہ' اپنی رائے اونچی رکھتے ہیں' جو یقیناً ہمارے اعمال صالحہ کے ابطال کا سبب ہوتا ہے۔

ہندوستان کی سرزمین پر بہت سے حکمرانوں نے حکومت کی ہے مگر ان میں سلطان ناصرالدین جیسا کوئی نہ ہوگا' ناصرالدین سلطان التمش کے بیٹے تھے وہی التمش جن کی پرہیزگاری کا مشہور واقعہ ہے کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی وصیت کے مطابق کہ ان کا جنازہ وہ شخص پڑھائے جس نے کبھی نمازِ تہجد قضا نہ کی ہو' نہ کسی غیر عورت پر نگاہ ڈالی ہو' انکی نماز جنازہ میں ہزاروں مشائخ علماء' رؤسا اور عام افراد موجود تھے مگر ان شرائط پر کوئی بھی پورا نہ اترتا تھا' آخر سلطان التمش آگے بڑھے اور قطب الدین بختیار کاکیؒ کی نماز جنازہ پڑھائی کہ وہ قطب صاحب کی شرائط پر پورے اترتے تھے۔

سلطان ناصرالدین اسی پرہیزگار باپ سلطان التمش کا بیٹا تھا' ملکی امور میں مہارت کا علاوہ پرہیزگاری اور اطاعت خداوندی میں بھی کامل تھا' قرآن کریم کی کتابت کر کے گھر کا خرچ چلاتا تھا سرکاری خزانہ سے ایک پائی بھی اپنے گھریلو اخراجات میں خرچ نہ کی' ناصرالدین بائیس سال تک ہندوستان پر حکمران رہا۔ ان کے دورِ حکمرانی میں ان کی بیوی گھر کا سارا کام کاج خود کرتی' کھانا پکانا' جھاڑو دینا اور برتن دھونا' ان کے معمولات تھے ایک دفعہ روٹی پکاتے ہوئے ہاتھ جل گیا' اور سلطان ناصرالدین سے کہا کہ گھر کے کام کاج کے لئے لونڈی خرید لیجئے' سلطان نے جواب دیا کہ میری مالی حالت ایسی نہیں' سرکاری خزانہ کا میں نگران اور رعیت کا خادم ہوں' سرکاری خزانہ سے لینے کا حقدار نہیں ہوں' صبر کرو' اللہ تمہیں محنت کا اجر دے گا۔ اور آج ہمارے پیارے پاکستان میں سرکاری خزانہ کو باپ کی وراثت سمجھا جا رہا ہے۔ اور لوٹ مار مچی رہتی ہے۔

سلطان ناصر الدین کے درباری بھی اس کی طرح عابد وزاہد تھے' ہماشما قسم کے نہ تھے' ایک دن سلطان نے اپنے قریبی درباری کو اس کے اصلی نام کی بجائے وقتی طور پر فرضی نام سے پکارا' درباری نے فرضی نام سن کر حیران ہوا کہ بادشاہ کو میرا نام تک یاد نہیں۔ مجھے فرضی نام سے پکار کر میری توہین وتذلیل کی ہے اور اس غصہ میں تین دنوں تک دربار میں جانا چھوڑ دیا۔ چوتھے دن حاضر ہوا تو سلطان ناصر الدین نے اس سہ روزہ غیر حاضری کا سبب پوچھا۔ درباری نے جواب دیا: آپ نے اس دن میرے نام سے نہ پکارا تو میں سمجھا کہ آپ ناراضگی کی وجہ سے میرا نام لینا نہ چاہتے ہیں' سلطان ناصر الدین نے کہا واللہ ایسا نہیں تھا' یہ فرضی نام کسی ناراضگی کی وجہ سے نہ تھا' بلکہ میں اس وقت بے وضو تھا اور بے وضو آپ کا نام لینا اس نام کی بے حرمتی و بے ادبی تھا کہ تمہارا نام جو ہم سب کے آقا کا نام ہے۔ بھئی تمہارا نام آقائے نامدار ﷺ نام محمدؐ کے نام پر محمد ہے جسے بے وضو لینا اس نام کی توہین ہوتی۔

حضور ﷺ کے نام کی یہ توقیر یہ احترام سبحان اللہ۔ بات وہی ہوتی

ہزار بار بشویم دہن بہ مشک وگلاب　　　ہنوز نام تو گفتن کمالِ بے ادبی است

ادھر ہمارا یہ حال ہے کہ حضورؐ کے نام پر رکھے گئے ناموں اور خود خداوند کریم کے ناموں سے موسوم افراد کے ناموں کو بے وضو لینا تو دور کی بات ہے ہم ان ناموں کا ایسا حلیہ بگاڑتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ مانہ' مانی رحمٰن کی بگڑی ہوئی صورتیں ہیں' ممد' ممدا' محمڈن' موہد Mohd مستیٰ' محمد اور مصطفیٰ کی بگڑی ہوئی شکلیں ہیں' اس کے بعد حضورؐ اور خداوند تعالیٰ کے احکامات اور تعلیمات کے چہرے مسخ کر کے اپنے رسوم ورواج' روایات واقدار پر چلنا اور حضور کی بات کو دبا کر اپنی آواز اٹھانا' ہمارے لئے کون سا مشکل ہے۔ بادب بانصیب بے ادب بے نصیب کے کرشمے نہیں کہ آج ہم دنیا میں ذلیل وخوار ہیں جو قومیں اپنی روایات واقدار دینی کو خود پامال کرنے لگ جائیں وہ غیروں میں کب عزت مند اور مہذب ہوسکتی ہیں۔

عزیزے کہ از درگہش سر بتافت　　　بہر در کو شد ہیچ عزت نیافت

کوئی بھی عزت مند خدا اور رسولؐ کے دروازے سے منہ موڑے گا اسے کہیں بھی عزت نہ ملے گی' عزت و احترام کے مستحق خدا اور اس کا رسول ہیں اور انہی انسانوں کے ساتھ وابستگی میں ہماری عزت کا دارومدار ہے' حضرت بشیر بن حارث راستے پر جارہے تھے کہ انہیں زمین پر کاغذ کا پرزہ پڑا ہوا ملا جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا' انہوں نے وہ پرزہ نہایت احترام سے اٹھایا' چوما' اسی وقت ان کے جیب میں دو درہم تھے قریب ہی عطار کی دکان تھی' ان دو درہموں کا بہترین عطر خریدا اور اس پرزے کو اس کی خوشبو میں بسا دیا' بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے مختصر فقرے میں خداوند تعالیٰ کے تین ذاتی وصفاتی نام ہیں۔ حضرت بشیر بن حارث نے قرآن کریم آیت اور خدا کے ناموں کو خوشبو میں بسایا تو ہم تمہارے نام کو دنیا وآخرت میں خوشبو سے مہکائیں گے۔

محبت کا تقاضا ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے اس کی ہر ادا اپنائی جاتی ہے' اور ہر بات مانی جاتی ہے' دیکھ لیجئے ہماری موجودہ نسلوں کو قومی کھلاڑیوں' فلمی اداکاروں' گلوکاروں سے محبت ہے' تو ہمارے انداز طور طریقے' لباس' بالوں کی تراش خراش' فیشن کے طریقے انہی جیسا اپنائے جا رہے ہیں' قوم کی نسلوں کی اسی رغبت اور پسندیدگی کو دیکھ کر مصنوعات انہیں کے اشتہارات کے ذریعہ فروخت کرتے ہیں' کیونکہ یہی لوگ آج کی دنیا کے آئیڈیل اور معیار ہیں۔

ایک نانبائی روٹیاں بیچا کرتا تھا' آواز لگاتا' تازہ روٹی ایک پیسہ اور باسی روٹی دو پیسے' ایک شخص نے یہ انوکھی آواز سنی تو پاس جا کر پوچھا کہ یہ کیا بات ہوئی کہ تازہ روٹی سستی اور بارہ روٹی مہنگی ہو نانبائی نے کہا' بھائی ہمارا تو یہی نرخ ہے تم تازہ روٹی لے لو۔ اس شخص نے کہا مجھے اس الٹے نرخ کا راز معلوم کرنا ہے۔ مجھے بتاؤ کہ باسی روٹی کیوں مہنگی ہے؟ نانبائی نے بتایا باسی روٹی رسول خد کے زمانے سے ایک دن قریب ہونے کی وجہ سے زیادہ بابرکت اور قیمتی ہے جبکہ تازہ روٹی ایک دن دوری کی وجہ سے وہ برکت وسعادت نہیں رکھتی۔ خریدار یہ سن کر چیخ اٹھا اور کہا پھر تو یہ اور بھی سستی ہے' نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز　رہے حضورؐ کے ساتھ سچی محبت کرنے والوں کا جذبہ کہ وہ اتنی سی بات میں بھی محبت اور عقیدت کے اظہار کے لئے بہانے ڈھونڈتے ہیں۔

اور یہ واقعہ تو احادیث کی کتابوں صحابہ کرامؓ کی بڑی تعداد نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی میں جہاں کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے' وہاں آپ کے سہارے کے لئے بطور منبر کھجور کا خشک تنا گاڑ دیا گیا تھا' جب خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے منبر تیار ہو کر رہ گیا۔ حضورؐ نے تنے کا سہارا لینا چھوڑ دیا' تو کھجور کا وہ خشک تنا آپ کی جدائی میں درد سے بلبلا اٹھا' بخاری شریف میں حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت ہے کہ جس طرح پورے دنوں کی گابھن اونٹنی بچے جنتے وقت بلبلاتی ہے اس خشک تنے کا رونا ایسا ہی تھا' مشکوٰۃ شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ جس طرح درد سے تڑپتا ہوا بچہ روتا ہے کھجور کا تنا ایسا ہی رو　رہا تھا اس کے یوں رونے سے مسجد نبوی کی فضا سوگوار ہوگئی اور صحابہ کرام بھی رونے لگے' حضور سرور کائنات ﷺ تنے کی طرف تشریف لے گئے' اسے سینے سے لگا دیا تو وہ بچوں کی طرح سسکیاں بھرنے لگا' تنے کے درد میں تمام صحابہ کرامؓ شریک تھے　رو رہے تھے' کہ تنا خاموش ہوگیا اور مطمئن نظر آنے لگا' حضور ﷺ نے فرمایا' میں نے اسے تسلی دے دی ورنہ قیامت تک روتا رہتا۔ حضور ﷺ سے زیادہ دردمندوں کے بہلاؤ اور کون تھے۔ آپ نے تنے سے پوچھا کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے سابقہ ماحول میں لوٹ جاؤ اور پھر سے سرسبز شاداب ہو جاؤ تو میں تمہارے حق میں دعا کرتا ہوں۔ اگر چاہتے ہو کہ خدائے بزرگ و برتر تجھے جنت میں کوئی مقام عطا فرمائے تو اسکی دعا کروں۔ صحابہ کرامؓ منتظر تھے کہ تنے نے کون سا مقام پسند کیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد زبان مبارک سے نکلا کہ اس تنے نے دنیا کی چند روزہ بہاروں اور شادابی کی بجائے جنت الخلد کے مقام اور مرتبہ کو پسند کیا ہے۔ چنانچہ مسجد نبوی کی ابتدائی صفوں میں جگہ کھود کر تنے کو دبا دیا گیا۔　(بقیہ صفحہ نمبر ۶۰ پر)

مولانا شیخ احتشام الدین ندوی *

صحابہ کرام کی عظمت ومحبت اوران سے وابستگی

نبی کریم ﷺ کی دعوت کے نتیجہ میں جو معاشرہ منصۂ شہود پر آیا وہ صحابہ کرامؓ کا معاشرہ تھا جس سے زیادہ دلکش کامل اور تمام انسانی محاسن سے آراستہ چشم فلک نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور تاریخ انسانی اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے' چنانچہ اس معاشرے کا تعارف اسی کے ایک عظیم فرد کی زبان سے سنئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں" آبر الناس قلوبا' أعمقهم علما اقلهم تكلفا" وہ نیک دل' پاکباز' علم میں گہرائی وگیرائی والے' اور کم گفتار تھے۔ اگر صحابہ کرام کے معاشرہ کا کسی دوسرے معاشرے سے موازنہ کیا جائے تو مجموعی حیثیت سے اسی کا پلہ بھاری نظر آئے گا اور ایسا کیوں نہ ہو' نبی کریم ﷺ کی تربیت ونگہداشت نے ان کو سیرت وکردار' اخلاق وعادت کے اعلیٰ مقام پر پہونچادیا تھا' آپ کی تربیت نے ان کو کندن بنادیا تھا۔

قرآن اور احادیث نبویہ کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ زندگی کے تمام معاملات میں کس قدر کھرے اور پختہ نظر آتے ہیں۔ اطاعت کیشی' فرمانبرداری' امتثال امر ان کی بنیادی صفت تھی' ان کا ہم پر یہ حق ہے کہ انکے زندہ وتابندہ نقوش کو اپنے دلوں کے تہ خانوں میں بسایا جائے۔ ان کی زندگی کے عملی نمونوں کو ہر لمحہ اپنی نگاہوں کے سامنے رکھیں۔ ان سے وابستگی اور تعلق پر فخر واعتزاز محسوس کریں۔ حدیث میں صاف طور پر اللہ کے رسول محمد ﷺ نے فرمایا وعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضو اعليها بالتواجذ

آج مسلمان جس پر آشوب دور اور ناگفتہ بہ حالات میں زندگی بسر کر رہے ہیں ان پر طرح طرح کی مصیبتیں' اور آزمائشیں' پریشانیوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں۔ فلسطین' افغانستان اور اسلام کے دوسرے ممالک میں اسلام دشمن طاقتیں اپنی تمام تر کوششیں مسلمانوں کو مٹانے اور اسلام کو صفحۂ ہستی سے ناپید کرنے پر متحد ومتفق ہوکر سامنے آچکی ہیں۔ اور اس کے علاوہ پوری دنیا کے مسلمان عجیب وغریب کسمپرسی' یاس وقنوطیت کا شکار ہیں' ان کے اسلامی جذبات اور اسلامی روح جوان کے اندر پیغمبر اسلام نے پیدا کی تھی وہ بالکل مفقود ہوتی جارہی ہے۔ ان کا اسلامی تشخص

---

* دار عرفات تکیہ کلاں رائے بریلی لکھنو (یوپی) انڈیا

بالکل خطرہ میں ہے۔ایسے حالات میں یاس وقنوطیت اور ناامیدی کی بجائے' حوصلہ وہمت' عزم محکم اور عمل پیہم اور جہدِ مسلسل کی ضرورت ہے' کیونکہ مسلمانوں کا تعلق ایک ایسی قوم اور ایسے مذہب سے ہے جس کا ماضی بڑا تابناک اور روشن رہا ہے اور ہمیں اپنے حال ومستقبل کی حفاظت اور تفوق وبالادستی کے لئے حیران وپریشان اور آہ وفغاں کی ہرگز ضرورت نہیں۔مسلمانوں کو اپنے مستقبل کو تابناک اور روشن بنانے کے لئے اپنے ماضی کی طرف دیکھنا ہے اور اس کے عملی نمونوں کو پیش نظر رکھ کر کارگاہ حیات میں قدم رکھنا ہے' اس موقع پر راقم السطور کو حضرت العلامہ شبلی نعمانی کی وہ حوصلہ افزاء بات یاد آرہی ہے جو انہوں نے ایک موقع پر تحریر فرمائی تھی' یقیناً وہ بات آب زر سے لکھنے کے لائق ہے بلکہ ہر جگہ اس کو آویزاں کیا جائے تاکہ مسلمانوں کے حوصلوں اور ولولوں میں اضافہ ہو اور وہی جوش جنوں پیدا ہو جائے جو قرنِ اول میں صحابہ کرام میں پایا جاتا تھا' چنانچہ علامہ شبلی نعمانی کا وہ اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

''یورپ کا کوئی ماضی نہیں' اس لئے وہ مستقبل کے اندھیروں میں جدھر چاہے ٹھوکریں کھاتا پھرے' لیکن اسلام کا ماضی اتنا شاندار ہے کہ مسلمانوں کی ترقی آگے بڑھنے کی بجائے پیچھے ہٹنے میں ہے' یہاں تک ہٹتے ہٹتے خیر القرون' عہد صحابہ بلکہ خود حضور ﷺ کے عہد مبارک تک جا پہونچیں''

موجودہ حالات کا واحد حل یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی بابرکت شخصیات اور ان کی زندگی کے عملی نمونوں کا سہارا لیا جائے۔ان کو سامنے رکھ کر کارگاہ حیات میں قدم رکھا جائے۔ اور ان کی عظمت ومحبت کے نقوش سے اپنے قلوب کو آراستہ کیا جائے۔کیونکہ مسلمانوں کی کامیابی کا اصل راز اسی میں مضمر ہے۔

صحابہ کرامؓ کی عظمت ومحبت کو اللہ تعالیٰ کے نبی محمد ﷺ نے کبھی اس انداز سے اجاگر فرمایا: اصحابی کالنجوم بایهم اقتديتم اهتديتم '' اور کبھی اس انداز سے ان کی عظمت ومحبت کو تفوق وبالادستی عطا فرمائی'' فمن احبهم فحبي أحبهم ومن أبغضهم فيغبض أبغضهم وخير القرون قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ۔

قرآن واحادیث کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کا کتنا مقام بلند فرمایا اور ان کو پوری امت اسلامیہ کیلئے معیاری انسان قرار دیا۔انہیں کو نبی کریمؐ کے بعد اصل میزان اور اصل کسوٹی قرار دیا گیا۔ان کی عظمت ومحبت کی اس سے بڑی کیا دلیل ہوسکتی ہے' صحابہ کرام کی محبت' نبی کریم کی محبت قرار پائی۔ان سے وابستگی' نبی کریم سے وابستگی کے مترادف قرار دی گئی' ان کی محبت اور عظمت کو ایمان کا جزو قرار دیا گیا۔ان سے بغض وحسد اور نفرت وبیزاری کفر کی علامت شمار کی گئی' لہذا ایک انسان جو مسلمان ہونے کا دعویدار تو ہو لیکن اس کا دل صحابہ کرام کی

محبت وعظمت سے سرشار نہ ہو اوران کی عظمت ومحبت کے زندہ وتابندہ نقوش اس کے دل کے تہہ خانوں سے بالکل مفقود ہو گئے ہوں اوراس کا ساز محبت صحابہ کرام کے ساز محبت سے میل نہ کھاتا ہو تو وہ گوشت و پوست کا ڈھانچہ تو ہوسکتا ہے لیکن اس کو کامل انسان قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کا صاف ارشاد ہے:

"ومن يشاقق الرسول من بعد ماتبين لم الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين نوليه ماتولى ونصله جهنم وساءت مصيرا" (سورۃ النساء۔ آیت ۱۱۰)

مذکورہ آیت کا مطالعہ کیجئے، تمام مفسرین کی اس بات پر اتفاق ہے کہ ''غیر سبیل المؤمنین'' سے صحابہ کرام کی جماعت مراد ہے۔ اس آیت کی روشنی میں وہ لوگ اندازہ لگائیں جو صحابہ کرام کی عظمت ان کے وقار، ان کی دین متین سے وابستگی اور تعلق کو کالعدم قرار دیتے ہیں، دین کے راستے میں ان کی کاوشوں اور محنتوں کے منکر ہیں، ان کی زندگی ان کو مکمل معیار نظر نہیں آتا ان کا اعتراف ان کے حلق سے نہیں اترتا، وہ خود اپنا انجام سوچ سکتے ہیں، کیونکہ صحابہ کرام کی عظمت ومحبت، ان کے طریقے سے اعراض وروگردانی، ضلالت وگمراہی کا پیش خیمہ ہے اوراس کا ٹھکانہ جہنم ہے اوراگر وہ اپنے دل میں ان کی طرف سے کینہ رکھتا ہے تو وہ دراصل شیطان کا پیرو ہے کیونکہ وہ اللہ کے برگزیدہ بندوں اور امت محمدیہ کے بہترین طبقہ کے خلاف اپنے دل میں دشمنی رکھتا ہے۔ اگر وہ مرنے سے پہلے اپنی اس روش سے توبہ نہیں کرتا تو حقیقت یہ ہے کہ اس کا خاتمہ بالخیر نہیں ہے، کیونکہ صحابہ کرامؓ اسلام کی ایسی بیش قیمت اورزریں زنجیریں کہ اگراس کے ایک حلقہ (کڑی) کو بھی جدا کردیا جائے تو معلوم ہے کیا ہوگا؟ ہمارا سارا دین غیر مستند قرار پائے گا، ہمارا علمی تفوق و بالادستی اوراسلامی تہذیب وتمدن کا سارا ذخیرہ ملیامیٹ ہوکررہ جائے گا۔

اس سلسلہ میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کا ایک اقتباس ذکرکرنا مناسب ہے جو بڑی اہمیت کا حامل ہے:

''صحابہ کرام ایمان کی کھیتی، نبوت کی فصل، دعوت اسلامی کا ثمر اوررسالت محمدیہ کا عظیم الشان کارنامہ ہیں، ان کی سیرت واخلاق میں جو حسن نظر آتا ہے وہ نبوت محمدی کی جلوہ سامانیوں کا پرتو ہے، ان سے زیادہ عظیم الشان اورتابناک تاریخ کسی دوسرے طبقہ کی ملنی مشکل ہے۔''

قرآن کریم میں مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی گئی ہے: ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين امنوا ربنا انك رؤف رحيم۔ (سورۃ الحشر۔۱۰)

امام قرطبیؒ نے فرمایا کہ یہ آیت دلیل ہے کہ صحابہ کرام کی محبت ہم پر واجب ہے۔

حضرت امام مالکؒ نے فرمایا ''جو شخص کسی صحابی کو برا کہے یا اس کے متعلق برائی کا اعتقاد رکھے اس کا

مسلمانوں کے مال فئی میں کوئی حصہ نہیں اور چونکہ مال فئی میں حصہ ہر مسلمان کا ہے تو جس کا اس میں حصہ نہیں اس کا اسلام وایمان مشکوک ہوگیا۔''

حضرت عائشہؓ نے فرمایا ''میں نے تمہارے نبی ﷺ سے سنا کہ یہ امت اس وقت تک ہلاک نہ ہوگی جب تک اس کے پچھلے لوگ اگلوں پر لعنت وملامت نہ کریں۔

عوام بن حوشب نے فرمایا: میں نے اس امت کے پہلے لوگوں کو اس بات پر مستقیم اور مضبوط پایا کہ وہ لوگوں کو یہ تلقین کرتے تھے کہ صحابہ کرام کے فضائل ومحاسن بیان کیا کرو تا کہ لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت وعظمت پیدا ہو اور وہ مشاجرات اور اختلاف جو ان کے درمیان پیش آئے۔ ان کا ذکر نہ کیا کرو جس سے ان کی جرات بڑھے (اور وہ بے ادب ہوجائیں)

حضرت مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

''محققین ومتکلمین نے لکھا ہے کہ جب دوسرے مؤمنین کے لئے دعا واستغفار اور ان کی طرف سے حسد وبغض سے برأت عامہ مؤمنین کی شان ہے تو صحابہ کرام جو امت کے خواص ہی میں نہیں اخص الخواص تھے ان کے لئے یہ کیسے قابل تسلیم ہوسکتا ہے کہ وہ عارضی اختلافات اور تنازعات کی بنا پر ایک دوسرے کے بدخواہ اور ایک دوسرے کے حق میں لعّان ہوگئے ہوں'' (تفسیر ماجدی ص۱۰۹ مطبوعہ تاج کمپنی لاہور)

عمرو بن شرجیل کا یہ قول بڑا عبرت آموز ہے' کہتے ہیں کہ رافضی یہود ونصاری سے بھی ایک قدم آگے ہیں اگر یہود سے پوچھا جائے کہ تمہاری ملت میں سب سے افضل کون ہے تو وہ جواب دیں گے کہ اصحاب موسیٰ علیہ السلام' عیسائیوں سے یہی سوال کیا جائے تو کہیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواری۔ لیکن اگر رافضیوں سے پوچھا جائے کہ "من شر أهل ملتكم" تمہاری ملت میں بدترین لوگ کون ہیں تو یہ بدبخت جواب دیں گے ''اصحاب محمد ﷺ''

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ صحابہ کرامؓ سے محبت وتعلق ایمان کا جزو ہے اور ایمان کی نشانی ہے اور ان سے بغض ونفرت حسد وبیزاری کفر ونفاق کی علامت ہے۔ موجودہ حالات کا تقاضہ یہی ہے کہ مسلمان صحابہ کرامؓ کی عظمت ومحبت سے اپنے دلوں کو معمور کریں ان کی زندگی کو اپنی زندگی کا آئیڈیل بنائیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ان سے زیادہ کامل اور معیاری نمونہ کسی کی شخصیت میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ان کی محبت وعظمت کی قیمتی دولت سے نوازیں۔

مولانا مفتی ابوطلحہ *

رمضان المبارک کے ضروری احکامات اور مسائل

رمضان المبارک کا مہینہ مسلمانوں کے لئے خیر و برکت کا مہینہ ہے۔اس ماہ کی آمد اللہ جل شانہ کا بہت ہی عظیم انعام ہے' اس مہینے میں نوافل کا ثواب فرائض کے برابر اور فرائض کا ۷۰ فرائض کے مساوی دیا جاتا ہے۔ایک حدیث مبارک میں آیا ہے کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ماہ رمضان کیا ہے' تو میری امت یہ تمنا کرے گی کہ سارا سال رمضان ہی ہو جائے۔اس ماہ کے روزے دلوں کے کھوٹ اور اس کے وساس کو دور کرتے ہیں' اس کے علاوہ بھی اس مہینے کے بہت سارے فضائل اور برکات ہیں جن کی تفصیل جاننے کے لئے فضائل اعمال اور دوسری کتابوں کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔اس مضمون میں رمضان المبارک میں ہونے والے اعمال وعبادات کے اہم مسائل اور احکام بیان کرنا مقصود ہے تاکہ ان اعمال اور عبادات کو شریعت کے مطابق صحیح طریقے سے ادا کیا جائے۔اس لئے فضائل کو اس موقع پر بیان کرنا ترک کیا جاتا ہے۔اس مہینے میں چند عبادات خصوصیت سے ادا کی جاتی ہیں۔

تراویح کے متعلق احکام ومسائل:

رمضان المبارک کے مہینے میں تراویح کی نماز ہر مرد وزن کے ذمے سنت مؤکدہ ہے' ان کا چھوڑنا اور بلاوجہ حکمِ شرعی ترک کرنا موجب گناہ ہے۔اور ادا کرنا باعث مغفرت ہے۔حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ من صام رمضان ایمانا و احتساباً غفرلہ ماتقدم من ذنبہ ومن قام رمضان ایماناً و احتساباً غفرلہ ماتقدم من ذنبہ ومن قام لیلۃ القدر ایماناً و احتساباً غفرلہ ما تقدم من ذنبہ (صحیح بخاری)

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھیں' ان کے سب گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جو لوگ ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں قیام کریں (تراویح پڑھیں) تو ان کے بھی سب پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جو لوگ شب قدر کی رات ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کریں (نوافل پڑھیں) تو ان کے بھی سارے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

اس روایت میں من قام رمضان سے مراد تراویح کی نماز ہے' اس لئے حضرات صحابہ کرام نے

* مفتی و مدرس جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اس نماز پر مداومت کی۔ آنحضرت ﷺ نے بنفس نفیس رمضان المبارک کے چند راتوں کو تراویح کی نماز باجماعت کروائی تھی۔ مگر فرضیت کے اندیشے کی وجہ سے بعد میں ترک فرمایا کہ مبادا یہ نماز اس امت مرحومہ پر فرض ہو جائے۔ چونکہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد فرضیت کا اندیشہ ختم ہوا' تو حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں ایک امام کی اقتداء میں سب کو جمع کیا۔ چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقادر سے روایت ہے کہ ایک رات میں حضرت عمرؓ کے ساتھ مسجد آیا تو دیکھا کہ لوگ ادھر ادھر متفرق طور پر نماز پڑھ رہے ہیں' کوئی تنہا اور کسی کے ساتھ چند نفر' حضرت عمرؓ نے فرمایا' اگر ان سب کو ایک حافظ کے پیچھے جمع کیا جائے تو زیادہ اچھا ہوگا' پھر اسی خیال کو پختہ کر کے حضرت ابی بن کعبؓ کو سب کا مقتدیٰ بنا دیا جب دوسری رات میں حضرت عمرؓ کے ہمراہ مسجد آیا تو دیکھا کہ سب لوگ جماعت کی صورت میں ایک امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں' لہٰذا ان کو دیکھ کر آپؓ نے فرمایا بہت اچھی بدعت ہے' علامہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ان تراویح کی جماعت کو صرف صورت کے اعتبار سے بدعت کہا اس لئے کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد یہ اجتماعی صورت پیدا ہوئی ورنہ حقیقت کے اعتبار سے بدعت نہیں۔ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے ہی صحابہ کرام کو اپنے گھروں میں نماز پڑھنے کی ہدایت کی تھی۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ سے حضرت عمرؓ کے اس فعل کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؒ نے فرمایا کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے حضرت عمرؓ کا اپنا من مانا فعل نہیں۔ انہوں نے کوئی بدعت نہیں کی۔ (تفصیل کیلئے انوار المصابیح مصنفہ حجۃ الاسلام علامہ محمد قاسم نانوتویؒ رکعات تراویح مؤلفہ مولانا حبیب الرحمان الاعظمی وغیرہ کتابوں کا مطالعہ کریں)

مسئلہ: اس لئے تراویح کو محلے کی مسجد میں باجماعت ادا کرنا سنت مؤکدہ کفایہ ہے' اگر محلے کے سارے لوگ مسجد میں باجماعت تراویح ترک کر دیں تو سب کے سب تارک سنت اور گنہگار ہوں گے' لیکن اگر بعض اہل محلّہ نے باجماعت تراویح مسجد میں ادا کئے تو باقی لوگوں کا ذمہ فارغ ہو جائے گا' البتہ مستورات کے لئے جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ نہیں ہے (کفایت المفتی ۳/۳۶۱)

مسئلہ: تراویح پورے رمضان المبارک کے مہینے کا وظیفہ ہے' پورے مہینے میں تراویح کی نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ اسی طرح تراویح میں قرآن کریم کا ایک بار ختم کرنا بھی سنت مؤکدہ ہے۔

مسئلہ: تراویح کی تعداد باتفاق علماء امت بیس رکعت ہیں' آنحضرت ﷺ نے خود بھی بنفس نفیس بیس رکعت تراویح پڑھائی ہیں۔ اگرچہ آپ ﷺ نے اتنا اہتمام نہیں فرمایا مگر حضرت عمرؓ نے حضرات صحابہ کی موجودگی میں بیس رکعت تراویح کو ایک امام کی اقتداء میں پڑھنے کا اہتمام فرمایا ہے اور کسی بھی صحابی رسول ﷺ نے کوئی اعتراض یا انکار نہیں کیا' اور سب ہی اس میں شریک ہوئے۔ امت مرحومہ کے لئے آنحضرت ﷺ کے ارشاد گرامی علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین (الحدیث) کی رو سے حضرت عمرؓ کا یہ اہتمام بھی معمول بہ ہے۔ اور اسی سے بیس رکعت کا

ثبوت مل جاتا ہے۔

مسئلہ: بیس رکعت تراویح کو دس سلاموں کے ساتھ ادا کی جائے گی اور ہر چار رکعت کے بعد چار رکعت کی مقدار بیٹھنا ہوگا جو مستحب عمل ہے، تاہم اگر اتنی مقدار بیٹھنے میں لوگوں کو تکلیف ہو تو اس سے کم مقدار بھی بیٹھا جا سکتا ہے۔

بعض فقہاء کرام نے بیٹھنے کی اس حالت میں ذیل کی تسبیحات کو تین بار پڑھنے کا کہا ہے۔

سبحان ذی الملک والملکوت، سبحان ذی العزة والعظمة والقدرة والکبریاء والجبروت سبحان الملک الحی الذی لاینام ولایموت سبوح قدوس ربنا ورب الملائکة والروح لااله الا الله نستغفرک ونسئلک الجنة ونعوذبک من النار (بہشتی زیور)

البتہ علامہ شامیؒ نے رب الملائکة والروح کے بعد اللهم اجرنا من النار یا مجیر یا مجیر یا مجیر کے الفاظ ذکر کیے ہیں (شامی ۱/۶۶۱) اس لئے دونوں طرح پڑھنا جائز ہے مگر ان تسبیحات کو آہستہ پڑھنا ہی بہتر ہے، پڑھنے والا امام ہو یا مقتدی۔ (ھکذا فتاوی دارالعلوم دیوبند)

مسئلہ: پانچویں ترویحہ کے بعد اور وتر سے پہلے بھی اتنی مقدار میں بیٹھنا اور مذکورہ بالا کلمات پڑھنا مستحب ہے اور اسکے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا بھی مندوب ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند۔ ۱/۲۷۹) اگر چہ اس کو ضروری سمجھنا درست نہیں (فتاوی رحیمیہ ۱/۳۴۷)

مسئلہ: چونکہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی ایک مستقل آیت ہے اگر چہ کسی متعین سورت کا جز نہیں مگر آیت قرآنی ہونے کے ناطے کسی ایک سورۃ کے شروع میں ایک مرتبہ بآواز بلند پڑھ لینی چاہیے۔ اگر کسی بھی سورۃ کے اول میں بآواز بلند نہ پڑھی گئی تو قرآن مجید کے ختم میں ایک آیت کی کمی رہ جائیگی اور اگر آہستہ پڑھی جائے گی تو مقتدیوں کا قرآن پورا نہ ہوگا (بہشتی زیور)

مسئلہ: اگر چہ نابالغ حافظ کی اقتداء میں تراویح میں قرآن سننا درست نہیں مگر سماع کے لئے نابالغ حافظ کو کھڑا کیا جا سکتا ہے اور اسے پہلی صف میں کھڑا کرنا بھی بلا کراہت درست ہے۔

مسئلہ: قرآن شریف میں دیکھ کر تراویح پڑھانا یا دیکھ کر تراویح میں قرآن کریم سننا اور قاری کو فتح دینا دونوں مفسدات نماز میں سے ہیں۔

مسئلہ: سامع کے بغیر تراویح میں قرآن پاک سنانا بلا کراہت درست ہے، اگر چہ سامع کا ہونا بہتر ہے اس لئے کہ سامع کی موجودگی میں قاری اور دوسرے مقتدی مطمئن ہوتے ہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۴/۲۵۴)

تراویح میں کن کی اقتداء مکروہ اور کن کی نہیں:

مسئلہ: اگرچہ یہ مسئلہ فقہا کرام کے ہاں مختلف ہے کہ ایک حافظ جب ایک مسجد میں ختم قرآن کرے تو وہ دوسری مسجد میں ختم کر سکتا ہے یا نہیں۔ تو بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ چونکہ اس حافظ نے ایک بار ختم قرآن کر کے اپنا ذمہ فارغ کر دیا ہے یعنی اسکی سنت ادا ہو چکی ہے اب جب وہ دوسری مسجد میں ختم قرآن کرے گا وہ اس کا نفلی ختم ہوگا۔ اور مقتدیوں نے چونکہ ابھی تک تراویح میں قرآن پاک کا ختم نہیں کیا ہے' اس لئے انکے ذمہ یہ سنت باقی ہے تو یہ ختم قرآن ان کی سنت ہوگی۔ تو چونکہ اس صورت میں اقتداء قوی بالضعیف لازم آئے گا' جو شرعاً درست نہیں الا یہ کہ وہ حافظ دوسرے ختم کو اپنے اوپر نذر کی صورت میں واجب کرے' مگر محققین کی رائے یہ ہے کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں اس لئے کہ تراویح پورے رمضان میں پڑھنے سنت مؤکدہ ہے' دوسری مسجد میں جب یہ حافظ تراویح پڑھائے گا وہ بھی سنت مؤکدہ ہوگی اور مقتدیوں کی تراویح بھی سنت موکدہ ہے کہ دونوں کی نماز متحد ہوئی اور یہ شبہ درست نہیں کہ ختم قرآن شریف ایک بار سنت موکدہ ہے دوسرا اور تیسرا نفل ہے' کیونکہ نماز امام کی سنت موکدہ ہے ختم کے سنت نہ ہونے سے نماز سنیت ہونے سے خارج نہیں ہوتی جبکہ اقتداء کا تعلق نماز سے ہے' ختم قرآن سے نہیں۔

مسئلہ: نابالغ بچے کے ذمے نہ تراویح سنت مؤکدہ ہے اور نفل شروع کرنے اس پر اس کی ادا واجب ہوتی ہے' جبکہ بالغ شخص پر تراویح کی ادائیگی سنت ہے' اس لئے اقتداء ضعیف کی وجہ سے نابالغ بچے کو تراویح میں امام بنانا درست نہیں۔ تاہم اگر وہ نابالغ بچوں کو تراویح پڑھائے تو کوئی مضائقہ نہیں (ھکذا فی امداد الفتاوی ۱/۳۶۱ و فتاوی محمودیہ ۲/۳۵۰)

مسئلہ: البتہ اگر بچے کی عمر سن بلوغ تک پہنچ چکی ہو اور اس پر علامت بلوغ ظاہر ہو چکے ہوں مگر ابھی تک اسکی داڑھی نہیں نکل آئی ہو تو یہ بچہ بالغ ہونے کے ناطے سے تراویح میں امامت کا اہل ہے مگر اگر وہ خوبصورت ہے اور اس کو نگاہ شہوت سے لوگوں کی طرف سے دیکھنے کا احتمال ہو تب اس کی امامت مکروہ ہے۔ (ھکذا فی امداد الفتاوی)

مسئلہ: ڈاڑھی منڈے اور ایک مشت سے کم داڑھی رکھنے والے کی امامت بنا بر فسق کراہت سے خالی نہیں ایسے افراد کو تراویح میں بھی امام نہ بنایا جائے۔ امداد المفتیین میں لکھا ہے کہ داڑھی منڈوانے والا اور کٹوانے والا فاسق اور سخت گنہگار ہے اس کو امام بنانا جائز نہیں کیونکہ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (امداد المفتیین ۱/۲۶۱)

مسئلہ: اگر مرد گھر میں صرف مستورات کو تراویح کی نماز باجماعت کروائے تو ایسا کرنا درست ہے' مستورات کی نماز یا اس شخص کی نماز پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۴/۲۶۲)

مستورات کی باجماعت تراویح کا مسئلہ: البتہ مستورات کی خود الگ جماعت کروانا علماء کرام کے ہاں مختلف فیہ ہے' اکثریت کی رائے کراہت کی ہے مگر محققین علماء مذاہب اربعہ نے نصوص صریحہ کی وجہ سے مستورات کی الگ جماعت کو جائز قرار دیا ہے' تفصیل کے لئے مولانا عبدالحیؒ کی تصنیف تحفۃ النبلاء فی جماعۃ النساء اور احقر کی کتاب

جماعت النساء کی شرعی حیثیت مطالعہ کریں۔

تراویح کہاں پڑھی جائے:

مسئلہ: نماز تراویح اگرچہ گھر میں یا حجرے میں پڑھنے سے بھی ادا ہو جاتی ہے مگر مسجد میں نماز تراویح پڑھنا افضل ہے، جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ اور ان کے بعد صحابہ کرام نے تراویح کو مساجد میں ادا کی ہیں اور اسی پر تمام مسلمانوں کا تعامل چلا آ رہا ہے۔ نماز تراویح بھی نماز عید کی طرح شعار دین میں سے ہے (ھکذا فی مظاہر حق ۱۱۴)

البتہ جامع مسجد کے بجائے اپنے محلے کی مسجد میں تراویح ادا کرنا زیادہ افضل ہے علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ لان لہ حقاً علیہ فیودہ (شامی ۱/۶۱۷) محلے والے پر مسجد محلہ کا حق ہے اس کو ادا کرنا چاہیے (ھکذا فی فتاویٰ رحیمیہ ۱/۳۴۹)

مسئلہ: ہاں اگر مسجد میں دو جگہ نماز تراویح پڑھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ از راہ نفسانیت نہ ہو مگر پھر بھی افضل اور بہتر یہ ہے کہ ایک مسجد میں ایک امام کی اقتداء میں نماز تراویح پڑھی جائے (امداد الفتاوی ۱/۴۶۹)

تراویح میں قرآن سنانے یا سننے پر اجرت کا مسئلہ:

مسئلہ: تراویح میں قرآن کریم سنانے کے عوض کچھ روپیہ پیسہ بطور اجرت لینا اگرچہ شرعاً جائز نہیں لیکن اگر بلا طمع و معروف کے لوگ حافظ صاحب کو اکراماً کچھ دے دیں تو لینے اور دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

مسئلہ: البتہ سماعت قرآن کی غرض چونکہ یہ ہے کہ جہاں حافظ بھولے گا وہاں سامع بتلائے گا پس یہ تعلیم ہے اور تعلیم پر اجرت لینے کے لئے جواز پر فتویٰ ہے، برخلاف سنانے کے اس میں تعلیم مقصود نہیں ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۱/۴۹۶)

قاری کو لقمہ دینا:

مسئلہ: حافظ صاحب اگر قرآن کریم پڑھنے کے دوران غلطی کر جائے تو اس کی اصلاح کے لئے لقمہ دینا جائز ہے مگر اس کو تنگ کرنے کے لئے بلا ضرورت لقمہ دینا یا غلط لقمہ دینا جائز نہیں رسول اللہ ﷺ نے کسی مسلمان کو غلطی میں ڈالنے سے منع فرمایا ہے۔ عن معاویۃؓ قال ان رسول اللہ ﷺ نھی الاغلوطات (الحدیث) (مشکوۃ کتاب العلم ۳۵) اور ایسا کرنا بھی اغلوطات میں داخل ہے۔

روزہ کے احکام و مسائل

روزہ کی تعریف: طلوع فجر سے لیکر سورج ڈوبنے تک روزے کی نیت سے کھانا، پینا، اور جماع ترک کرنا روزہ کہلاتا ہے

مسئلہ: شریعت مقدسہ میں روزہ صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور غروب آفتاب پر ختم ہوتا ہے۔

روزے کی اقسام: روزوں کی چار اقسام ہیں۔

(۱) فرض روزہ : جیسے رمضان المبارک کے ادا اور قضاء روزے

(۲) واجب روزہ: جیسے نذر کے روزے خواہ وہ نذر معین ہو یا غیر معین' نفلی روزوں کی قضاء جو شروع کرنے کے بعد تھوڑے رہ گئے ہوں اور اس طرح کفار کے روزے

(۳) نفلی روزہ: جیسے ہر مہینے کے تین دن ایام بیض کے روزے' شوال کے چھ روزے عاشورہ کے روزے

(۴) مکروہ روزے: اس کی دو قسمیں ہیں

(ا) مکروہ تحریمی: جیسے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن اور ایام تشریق کے روزے

(۲) مکروہ تنزیہی: جیسے تنہا عاشورہ کا روزہ رکھنا اور ۲۷ رجب کا روزہ رکھنا' حضرت عمرؓ سے خاص ۲۷ رجب کے روزے سے لوگوں کو منع کرنا منقول ہے (بہشتی زیور)

روزے کی صحت کا مدار:

مسئلہ: روزہ چاہے رمضان المبارک کا فرضی روزہ ہو یا دیگر مہینوں میں نفلی قضاء روزے ہوں یا نذر کے روزے' سب میں نیت کرنا ضروری ہے بغیر نیت کے کوئی روزہ بھی صحیح نہیں البتہ ماہ رمضان اور نفلی روزں کے لئے اگر رات سے نیت کر لی جائے تو بھی فرض و نفلی روزہ ادا ہو جاتا ہے۔ اور اگر رات سے تو روزہ نہ رکھنے کا ارادہ تھا مگر زوال سے پہلے پہلے رمضان المبارک کے روزے کی نیت کر لی یا عام مہینوں میں نفلی روزے کی نیت کر لی تو روزہ ادا ہو جائے گا بشرطیکہ صبح صادق کے بعد کچھ کھایا' پیا یا دیگر مفطرات صوم امور کا ارتکاب نہ کر چکا ہو' قضاء اور نذر کی روزوں کی صحت کے لئے رات سے نیت کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ: رمضان المبارک کے مہینے نفس روزے رکھنے کی نیت سے فرضی روزہ ادا ہوگا اگر چہ کوئی مقیم شخص رمضان لمبارک کے مہینے میں نفلی' قضاء کفارہ یا نذر روزے کی نیت کرے۔

مسئلہ: نیت کیلئے صرف دل کا ارادہ کافی ہے زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں البتہ اگر زبان سے نیت کی جائے تو بہتر ہے۔

مسئلہ: نفلی روزہ کیلئے صرف دل کے ارادے سے نفلی روزے کی نیت کی یا مطلق روزے کی نیت کی۔ دونوں صورتوں میں نفلی روزہ درست ہوگا۔ البتہ نذر' قضاء کفارہ کے روزہ رکھنے کے لئے نیت میں روزہ کا تعین ضروری ہے۔ یعنی اگر کوئی نذر کا روزہ رکھنا چاہتا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ نذر کے روزے کی نیت کرے۔

مسئلہ: نفلی روزے کی نیت کے لئے وبصوم غد نویت یعنی میں کل کے روزے کی نیت کرتا ہوں' کہے اور رمضان کی روزہ کی نیت میں یوں کہے' وبصوم غد نویت من شهر رمضان اور میں کل کے رمضان کے روزہ کی نیت کرتا ہوں اور روزہ افطار کرتے وقت یہ دعا پڑھے۔ اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت اے اللہ میں نے آپ کے لئے روزہ رکھا اور آپ کے رزق پر افطار کیا (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

روزہ کے آداب:

مسئلہ: روزہ رکھنے کیلئے سحری کھانا مستحب ہے اگر چہ بھوک نہ ہو۔

مسئلہ: اگر کوئی سحری کھائے بغیر روزے کی نیت کرے تو روزہ درست اور صحیح ہے۔

مسئلہ: سحری حتی الامکان تاخیر سے کرنا بہتر ہے لیکن اتنی دیر بھی نہ کی جائے کہ صبح ہونے لگے۔

مسئلہ: سحری کھاتے ہوئے جب وقت ختم ہو جائے اور اذان شروع ہو جائے تو سحری کھانا فوراً بند کر دینا چاہیے' یہ خیال کرنا کہ جب تک اذان ہو رہی ہو سحری کھا سکتے ہیں یا پیالے میں جو کچھ ہے اس کو پورا کر سکتے ہیں غلط ہے اور اس سے روزہ نہیں ہوتا (بہشتی زیور)

مسئلہ: روزہ افطار کرنے میں تعجیل سے کام لینا چاہیے جیسے مغرب کی اذان ہو روزہ توڑ دیا جائے تاخیر سے روزہ کھولنا کراہت سے خالی نہیں البتہ بادل کے دن ذرا تاخیر سے روزہ کھول دیا جائے تا کہ سورج ڈوبنے کا یقین ہو جائے۔

مسئلہ: چھوہارے یا کھجور سے روزہ کھولنا مستحب ہے اگر کھجور میسر نہ ہو تو پھر کسی میٹھی چیز سے روزہ کھول لیا جائے ورنہ بصورت دیگر پانی سے روزہ کھول دیا جائے عوام میں مشہور ہے کہ نمک سے افطار کرنے میں ثواب زیادہ ہے یہ غلط ہے

مسئلہ: ریڈیو یا ٹی وی پر اگر صحیح وقت پر اطلاع یا اذان دی جاتی ہو تو اس اطلاع و اذان پر افطار کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی جہاز میں سوار ہو تو جب تک اس کو آفتاب نظر آ رہا ہے اس کیلئے افطار کرنے کی اجازت نہیں ہے' طیارہ کے اعلان کا اعتبار نہ کیا جائے اس لئے کہ روزہ دار جہاں موجود ہو اس کیلئے وہاں کا غروب معتبر ہے۔ لہذا جہاز میں سوار مسافر اس وقت روزہ افطار کرے جب اس کو سورج کے غروب کا یقین ہو جائے۔ (آپ کے مسائل اور انکا حل)

مسئلہ: جنابت کی حالت میں سحری کرنا تو خلاف اولیٰ ہے مگر اس سے روزے میں کوئی خلل نہیں آتا۔ (کفایت المفتی ۲۴۹/۴)

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

مسئلہ: اگر بھولے سے روزہ دار کچھ کھالے یا پی لے یا بھولے سے بیوی کے ساتھ ہمبستری (جماع) کا ارتکاب کرے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا اگر چہ موصوف نے پیٹ بھر کے کھایا' پیا ہو' چاہے روزہ دار بھولے سے ایک بار ایسا کرے یا کئی بار۔

مسئلہ: کوئی شخص بھولے سے کھا' پی رہا تھا اور اسکو کسی نے دیکھا تو اگر کھانے پینے والا شخص طاقتور ہو اور اس کو روزہ سے تکلیف نہ ہوتی ہو تو اس صورت میں اس کو روزہ یاد دلانا واجب ہے' اور چپ رہنا مکروہ تحریمی ہے' البتہ کھانے پینے والا کمزور ہو تو اس کو روزہ یاد نہ دلایا جائے۔ (بہشتی زیور)

مسئلہ: حلق کے اندر گرد و غبار' دھواں اور مکھی' مچھر چلے جانے سے روزہ متاثر نہیں ہوتا' بشرطیکہ ایسا کرنا قصداً و عملاً نہ

کیا جائے۔

مسئلہ: روزہ کی حالت میں تھوک نگلنے سے بھی روزہ متاثر نہیں ہوتا، تھوک چاہے جتنا بھی ہو (بہشتی زیور)

مسئلہ: بلغم، رال، اور ناک کے نگلنے سے بھی روزہ اثر انداز نہیں ہوتا۔

مسئلہ: روزہ کی حالت میں زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ بلاضرورت ایسا کرنا کراہت سے خالی نہیں اس لئے اگر کسی عورت کا شوہر بدمزاج ہو تو اس کے لئے نمک، مرچ کی نوعیت معلوم کرنے کے لئے زبان سے اس چیز کا چکھنا بلا کراہت درست ہے۔

مسئلہ: اسی طرح ضرورت اور مجبوری کے تحت منہ سے کسی چیز کو چبا کر چھوٹے بچے کے منہ میں دینا بلا کراہت جائز ہے، بلاضرورت ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے (بہشتی زیور)

مسئلہ: اگر دوا یا کسی چیز کے چکھنے کا مزہ حلق میں محسوس ہو لیکن دوا وغیرہ حلق کے اندر نہیں گئی ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا

مسئلہ: انجائنا (دل کی طرف دوران خون کم ہو جانے) کے لئے اگر مریض روزہ کی حالت میں Angised گولی زبان کے نیچے رکھ لے اور اس کا خیال رکھے کہ لعاب حلق کے نیچے اترنے نہ پائے تو منہ کی اندرونی تہہ سے اس جذب ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور اگر لعاب حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ لہٰذا احتیاط بہتر ہے (بہشتی زیور)

مسئلہ: طبی ضرورت کے لئے اگر کسی بھی قسم کا ٹیکہ لگایا جائے ٹیکہ عضلاتی ہو یا وریدی، روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ: کسی مریض کو خون دینے سے بھی روزہ متاثر نہیں ہوتا۔ (احسن الفتاوی ۴/ ۴۳۵)

مسئلہ: عورت کا بوسہ لینا یا اس کے ساتھ بغل گیر ہونا بلا کراہت جائز ہے اور اس طرح کرنے سے روزہ بھی متاثر نہیں ہوتا لیکن اس طرح کرنے سے انزال کا خوف یا جماع کا اندیشہ ہو یا نفس کے بے اختیار ہونے کا خوف ہو تو پھر ان وجوہات کی وجہ سے عورت کا بوسہ لینا یا اس کے ساتھ بغل گیر ہونا مکروہ ہے۔

مسئلہ: البتہ عورت کا ہونٹ لینا اور اس کے ساتھ برہنہ بدن بغیر دخول کے مباشرت کرنا کراہت سے خالی نہیں، چاہے امور بالا کا خوف ہو یا نہ ہو (ردالمختار ۲/ ۴۱۷)

مسئلہ: حاملہ عورت کو خون آنے سے اس کا روزہ متاثر نہیں ہوتا (الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۱/ ۱۳۱)

مسئلہ: رمضان المبارک میں حیض بند کرنے کیلئے ادویات کے استعمال کرنے سے روزہ متاثر نہیں ہوتا اگرچہ عورت کی صحت کے لئے ایسا کرنا نقصان دہ ہے،

مسئلہ: زہریلے حشرات کے کاٹنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: شہوانی نظر سے اگر انزال ہو جائے جماع حقیقی اور جماع معنوی کے فقدان کی وجہ سے روزہ متاثر نہیں ہوتا۔

مسئلہ: قے کا خود بخود آنا فساد صوم کا سبب نہیں اگرچہ منہ بھر کے کیوں نہ ہو، اسی طرح اگر بلا قصد و ارادہ کے قے

اندر چلی جائے تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ البتہ اگر قصداً وعملاً چنے کے مقدار یا اس سے زائد حصہ خوراک لوٹا دی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (ردالمختار ۲/۴۱۴)

مسئلہ: اسی طرح روزہ کی حالت میں احتلام ہوجانے سے بھی روزہ متاثر نہیں ہوتا۔(الھدایۃ)

مسئلہ: دانتوں سے خون آنا مفسد صوم نہیں بشرطیکہ وہ خون اتنا قلیل مقدار میں ہو کہ اس کا احساس حلق کے اندر نہ ہوا گر خون کا احساس حلق کے اندر ہوجائے یا تھوک خون پر غالب یا مساوی ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا(الھندیۃ ۱/۲۰۳)

مسئلہ: روزہ کی حالت میں آنکھوں میں دوائی ڈالنا یا سرمہ لگانا مفسد صوم نہیں اگر چہ اس کا احساس حلق کے اندر ہو جائے۔(الھندیۃ ۱/۲۰۳)

مسئلہ: روزہ کی حالت میں لپ اسٹک لگانا جائز ہے اگر منہ کے اندر جانے کا احتمال ہو تو مکروہ ہے(احسن الفتاویٰ)

مسئلہ: روزہ کی حالت میں پھول اور عطریات سونگھنا جائز ہے۔اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔(مراقی الفلاح)

روزہ کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے:

روزہ ٹوٹنے کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا انما الافطار مما دخل ولیس مما خرج کہ روزہ ہر اس چیز سے ٹوٹ جاتا ہے جو جسم میں داخل ہو اور ہر اس چیز سے نہیں ٹوٹتا جو جسم سے خارج ہوتا ہے' ایک اور روایت میں نبی کریم علیہ السلام فرماتے ہیں: انما الوضو مما خرج ولیس مما دخل و الفطر فی الصوم مما دخل لیس مما خرج (الحدیث) کہ وضو ہر اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو جسم سے نکلے اور ہر اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو جسم میں داخل ہو جبکہ روزہ ہر اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو جسم میں داخل ہو اور اس چیز سے نہیں ٹوٹتا جو جسم سے خارج ہو'ان دو روایات سے روزہ ٹوٹنے کا ایک اصول سامنے آیا ہے کہ قدرتی یا مصنوعی طور پر جن راستوں سے کوئی چیز جسم سے باہر آتا ہے اگر اسی راستے اندر چلا جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ان راستوں کو فقہ کی اصطلاح میں منفذ (opening) کہا جاتا ہے۔لہذا جو چیز منفذ سے جسم میں داخل ہو جائے اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور جو مسام کے ذریعے جسم میں داخل ہو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا' جیسے کہ آنحضرت ﷺ روزہ کی حالت میں سرمہ لگایا کرتے تھے' مشاہدہ یہی ہے کہ سرمہ لگانے کے بعد اس کے چند ذرات حلق تک پہونچتے ہیں مگر چونکہ یہ ذرات منفذ سے داخل نہیں ہوتے بلکہ مسام کے ذریعے پہنچتے ہیں اس لئے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے لہذا قصداً وعملاً دوا یا غذا کھانے سے اگر چہ قلیل مقدار میں کیوں نہ ہو' اسی طرح جماع کرنے سے جب حشفہ (سپاری) فرج میں داخل ہو جائے' منی خارج ہو جائے یا نہیں' روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔لواطت بھی جماع ہی کے حکم میں ہے۔

مسئلہ: اس طرح حقہ' سگریٹ پینے اور نسوار ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: صندل، لوبان، اگربتی وغیرہ سلگھا کر سونگھنے سے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن اگر کمرہ کو ان سے دھونی دی جائے اور ان اشیاء کا دھواں باقی نہ رہے تو صرف خوشبو سونگھنے سے روزہ فاسد نہ ہوگا۔

مسئلہ: اسی طرح کسی دوا کی بھاپ لینے یا تنگی تنفس (inhaler) استعمال کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور ان تمام صورتوں میں اس روزے کی قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے تاہم اگر Inhaler کو اگر جان بچانے کے لئے استعمال کیا جائے تو صرف قضاء لازم آئے گی۔

مسئلہ: اسی طرح پیٹ کے زخم میں دوائی ڈالنا جب وہ معدہ یا آنت کی طرف کھلا ہو بھی مفسد صوم ہے، قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ البتہ انتہائی مجبوری کے تحت دوائی ڈالنے کی صورت میں صرف قضاء لازم ہے۔

مسئلہ: اسی طرح مسوڑھوں کا خون اور نکسیر کا خون اگر حلق کے اندر چلا گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

مسئلہ: اسی طرح وضو یا غسل کرتے وقت اگر کلی کے دوران یا ناک میں پانی ڈالنے کے دوران غلطی سے بھی پانی حلق کے نیچے چلا گیا یا دماغ تک پہنچ گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اس صورت میں صرف قضاء لازم ہوگا، کفارہ نہیں۔

مسئلہ: اسی طرح اگر کوئی چیز نگل جائے جس کو غذا یا دوا کے طور پر استعمال نہ کیا جاتا ہو تب بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے تاہم روزہ دار پر صرف قضاء لازم ہوگا کفارہ نہیں۔

مسئلہ: اسی طرح چنے کے دانے کی مقدار اگر کوئی چیز دانتوں میں پھنسی ہوئی ہو جیسے گوشت، روٹی کا ٹکڑا، تو اسکو نگل لینے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اگرچہ خود بخود اندر چلا جائے ' البتہ اگر چنے کے دانے سے کم مقدار کا ہو تو اس کے نگل جانے سے روزہ متاثر نہیں ہوگا لیکن اگر اس مقدار کی چیز کو باہر سے منہ میں ڈال کر نگل لیا جائے تو بھی روزہ متاثر ہو کر ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: اسی طرح بیوی کو بوسہ دینے یا ان کی طرف دیکھنے سے انزال ہو جائے تب بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے، البتہ روزہ دار پر صرف قضاء لازم ہے کفارہ نہیں۔

مسئلہ: اسی طرح کان میں دوائی ڈالنے یا پانی چلے جانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے، البتہ اس میں کفارہ نہیں صرف قضاء لازم ہے۔ اگرچہ بعض حضرات فقہا، عدم فساد کو راجح قرار دیتے ہیں، تاہم احتیاط روزہ ٹوٹ جانے میں سے ہے، (تفصیل کے لئے امداد الفتاویٰ مطالعہ کریں)

مسئلہ: بواسیر کا مسہ اگر اجابت کے دوران باہر نکل آئے اور اس سے دھو کر گیلا اندر کر دیا جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا (امداد الفتاویٰ) البتہ بعض علماء کے ہاں بواسیری مسوں پر دوائی لگانے یا اس کو پانی سے تر کر کے اوپر چڑھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ کانچ کو تر کر کے چڑھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ)

مسئلہ: روزہ کی حالت میں منجن یا ٹوتھ پیسٹ یا دانداسہ لگانا مکروہ ہے لیکن اگر کوئی چیز حلق سے نیچے اتر گئی تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔(احسن الفتاویٰ)

مسئلہ: روزہ کی حالت میں دانت نکلوانا یا اس پر دوائی لگانا بلاضرورت کراہت سے خالی نہیں البتہ بوقت ضرورت شدیدہ کے بلا کراہت جائز ہے۔تاہم اگر دوا یا خون حلق کے اندر چلا جائے یا اس کا مزہ حلق کے اندر محسوس ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔(احسن الفتاویٰ)

کن کے لئے روزہ رکھنا جائز ہے:

روزہ ایک فرضی عبادت ہے مگر بسا اوقات اس کو نہ رکھنا جائز ہے' بعض حالات میں تو بالکل روزہ رکھنا جائز ہی نہیں' اور بعض حالات میں نہ رکھنے کی اجازت ہے مثلاً

مسئلہ: حالت حیض ونفاست میں روزہ رکھنا جائز نہیں البتہ حالت جنابت روزہ رکھنے کے لئے مانع نہیں۔

مسئلہ: سفر اور مرض کے دوران روزہ نہ رکھنے کی گنجائش ہے' اس لئے دل اور شوگر یا اس قسم کا دوسرا مریض جس کو ایک دیندار اور ماہر ڈاکٹر روزہ رکھنے کا مشورہ دے اور یہ کہے کہ اگر آپ نے روزہ رکھا تو آپ کا مرض بڑھ جائے گا یا جان چلی جائے گی یا کوئی عضو تلف ہو جائے گا تو تکلیف یعنی مرض کے دوران افطار کرنے کی گنجائش موجود ہے۔البتہ صحت یابی کے بعد ان روزوں کی قضاء کرنی پڑے گی۔(الھندیہ ۱/۲۰۷)

مسئلہ: اسی طرح اگر حاملہ عورت یا مرضعہ (دودھ دینے والی عورت) کو اپنے آپ کی یا اپنے بچے کی بھوک کی وجہ سے ہلاکت کا خوف ہو تو اس کے لئے بھی روزہ افطار کرنا جائز ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: البتہ شیخ فانی کے لئے روزہ رکھنے کے بجائے فدیہ دینا جائز ہے۔شیخ فانی ہر وہ شخص ہے جو صحت یابی کی امید سے مایوس ہو چکا ہو علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ المریض اذا تحقق الیأس من الصحۃ (۲/۴۲۷)

فدیہ اور کفارہ کی مقدار:

مسئلہ: فدیہ کی مقدار صدقہ فطر کی طرح ہے' جس کی مقدار نصف صاع گندم یا ایک صاع جو کھجور وغیرہ ہے ایک صاع ۲۸۰ تولہ کا ہوتا ہے' تو نصف صاع ۱۴۰ تولہ کا بنا۔چونکہ آج کل انگریزی کلو اور علاقائی سیر متفات ہیں اس لئے تولہ کی مقدار علاقائی سیر کا تعین کر کے گندم یا اس کی قیمت ادا کی جائے۔

مسئلہ: جس شخص پر کفارہ لازم ہے تو کفارہ میں ایک غلام یا دو ماہ مسلسل روزے اور یا ساٹھ (۶۰) مساکین کو دو وقت کھانا کھلانا اور یا ساٹھ (۶۰) مساکین کو صدقہ فطر کے برابر فدیہ دینا ہوگا۔

اعتکاف کے احکام و مسائل:

اعتکاف کی تعریف: اعتکاف کی نیت سے مرد کا مسجد شرعی میں ٹھہرنا یا عورت کا اپنے گھر کی مسجد میں بیٹھنا اعتکاف کہلاتا ہے

اعتکاف کی اقسام: اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) واجب اعتکاف: یہ وہ اعتکاف ہے جس کی نذر مانی جائے۔

(۲) مسنون اعتکاف: رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں اعتکاف کے لئے بیٹھنا مسنون اعتکاف ہے' آنحضرت ﷺ سے بالالتزام رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں اعتکاف کرنا ثابت ہے'اس لئے رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ ہے مگر یہ سنت مؤکدہ ایسا ہے کہ اگر بعض افراد محلے کی مسجد میں اعتکاف کے لئے بیٹھ جائیں تو سب کا ذمہ فارغ ہو جائے گا۔

(۳) نفلی اعتکاف: رمضان المبارک کے آخیر عشرہ کے علاوہ کسی وقت بھی مسجد میں اعتکاف کی نیت سے بیٹھنا نفلی اعتکاف کہلاتا ہے۔

اعتکاف کی شرائط: اعتکاف کی صحت کے لئے چند شرائط کا ہونا ضروری ہے۔

(۱) اعتکاف نفلی ہو' واجب ہو یا سنت سب میں اعتکاف کی نیت کا ہونا شرط ہے بغیر نیت کے مسجد میں ٹھہرنا شرعی اعتکاف نہیں کہلاتا۔

(۲) اور نیت کی صحت کے لئے چونکہ اسلام اور عقل شرط ہے اس لئے معتکف کا مسلمان ہونا اور عاقل ہونا بھی لازمی ہے البتہ اعتکاف کے لئے بلوغ شرط نہیں لہذا اگر سمجھدار بچہ اعتکاف کیلئے بیٹھ جائے تو اعتکاف درست ہے۔

(۳) اسی طرح اعتکاف کے لئے معتکف کا جنابت' حیض ونفاس سے پاک ہونا بھی ضروری ہے۔

(۴) اعتکاف کے لئے شرعی مسجد کا ہونا ضروری ہے' چاہے اس میں پنج وقت نماز باجماعت ادا ہوتی ہو یا نہیں۔ البتہ عورت گھر میں اس جگہ اعتکاف کرلے جہاں وہ پنجگانہ نماز پڑھتی ہو اور جگہ مقرر نہ ہو تو اعتکاف سے پہلے نماز کے لئے جگہ مقرر کر کے وہاں اعتکاف کرلے۔

(۵) واجب اعتکاف کیلئے روزہ رکھنا بھی ضروری اور شرط ہے' حتی کہ اگر اعتکاف کیلئے بیٹھنے سے پہلے قبل نیت بھی کرلے کہ میں روزہ نہیں رکھوں گا' تب بھی روزہ رکھنا ہوگا' ہاں روزہ کا خاص اعتکاف کیلئے رکھنا ضروری نہیں خواہ کسی بھی غرض سے روزہ رکھا جائے تو بھی اعتکاف کیلئے کافی ہے' اسی طرح مسنون اعتکاف کیلئے بھی روزہ شرط ہے اگرچہ مسنون اعتکاف میں عموماً رمضان کا روزہ ہی ہوتا ہے۔ البتہ نفلی اعتکاف کیلئے مفتی قول کے مطابق روزہ شرط نہیں۔

(۶) واجب اعتکاف کم از کم ایک دن کا ہوسکتا ہے اور زیادہ جس قدر چاہے معتکف نیت کرسکتا ہے' مسنون اعتکاف دس دن ہوگا۔ اس لئے مسنون اعتکاف رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں ہوتا ہے' اور مستحب اعتکاف کے لئے کوئی مقدار مقرر نہیں۔

دوران اعتکاف مسجد سے نکلنے کے انداز:

مسئلہ: معتکف کیلئے حالت اعتکاف میں مسجد سے حاجت انسانی مثلاً بول و براز' غسل جنابت کے لئے نکلنا بشرطیکہ مسجد میں غسل کا انتظام ممکن نہ ہو اور حاجت شرعی مثلاً جمعہ اذان وغیرہ کیلئے نکلنا جائز ہے' مگر جیسے ہی ضرورت پوری ہو جائے تو واپس مسجد چلا آئے۔ اسلئے بلاضرورت مسجد سے ایک لحہ کیلئے نکلنے سے بھی اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: قضاء حاجت کے لئے قریب سے قریب تر جگہ جانا چاہیے۔ قضاء حاجت میں وضو کرنا بھی ضروری ہے۔

مسئلہ: معتکف حالت اعتکاف میں مسجد میں چارپائی پر بھی سوسکتا ہے' ابن ماجہ شریف میں آنحضرت ﷺ سے مسجد میں اعتکاف کے دوران چارپائی پر سونا ثابت ہے' کما فی سفر السعادة و ابن ماجة ان رسول الله ﷺ کان اذا اعتکف طرح له فراشه او یوضع له سریره وراء سطونة الثوبة (مجموعة الفتاوی ۲/۱۸ بحوالہ فتاوی رحیمیہ ۷/۲۸۱)

مسئلہ: اخراج ریح کے لئے مسجد سے نکلنا مندوب ہے' اور مسجد میں اخراج ریح کراہت سے خالی نہیں' البتہ خالصاً حقہ وغیرہ پینے کے لئے مسجد سے نکلنا مرخص نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ اس ضرورت کو قضاء حاجت کے دوران پورا کیا جائے یا مسجد کے احاطہ میں کھڑے ہو کر دھواں باہر نکالا جائے۔ (فتاویٰ حقانیہ و رحیمیہ)

مسئلہ: اعتکاف کے دوران اخبار پڑھنے یا خبریں سننے سے احتراز کرنا چاہیے۔ اعتکاف کے دوران رضاالٰہی والے امور میں مشغول رہنا چاہیے۔

مسئلہ: اعتکاف کیلئے چونکہ ساری مسجد معتکف ہے اس لئے معتکف دھوپ کے لئے مسجد کے کسی بھی کونے میں بیٹھ سکتا ہے (فتاویٰ حقانیہ)

مسئلہ: معتکف کیلئے اعتکاف کی حالت میں خاموشی کو عبادت سمجھ کر چپ رہنا مکروہ تحریمی ہے مگر بلاضرورت اور فضول باتوں سے احتراز کرے' دوران اعتکاف دینی اور دنیوی گفتگو بقدر ضرورت کی جاسکتی ہے۔

مسئلہ: معتکف کے لئے مسجد میں اتنی جگہ گھیرنا جس سے دوسرے معتکفین یا نمازیوں کو تکلیف ہو مکروہ ہے۔

مسئلہ: اعتکاف کے دوران بامر مجبوری خرید و فروخت کرنا اگرچہ جائز ہے مگر سودا مسجد میں لانا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: اعتکاف کے دوران نماز جنازہ' کسی مریض کی عیادت' سرکاری یا غیر سرکاری ڈیوٹی' اور اس قسم کے دوسرے

قسم کے امور کے لئے نکلنا جو حوائج انسانی یا شرعی میں داخل نہ ہو اعتکاف کو فاسد کر دیتا ہے۔ تاہم اگر معتکف اعتکاف میں بیٹھنے سے قبل مذکورہ امور کے لئے نکلنے کی نیت کرے تو بقدر ضرورت نکل سکتا ہے۔

مسئلہ: اعتکاف کا مقصد چونکہ قرب الٰہی حاصل کرنا ہے' اس لئے معتکف اپنے گھر بار دینوی مشاغل چھوڑ کر مسجد میں مقیم ہو جاتا ہے' فقہا کرام نے لکھا ہے کہ معتکف حالت اعتکاف میں قرآن کریم کی تلاوت' احادیث مبارکہ' آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ' انبیاء کرام اور سلف صالحین کے حالات کے مطالعہ اور دیگر دینی امور میں مشغول رہنا چاہیے۔ دنیاوی باتیں' ہنسی مذاق سے احتراز کرنا چاہیے۔ (الھندیۃ ۲۱۲/۱)

شوال کے چھ روزے:

رمضان المبارک کے مہینے روزے رکھنے کے بعد احادیث مبارکہ میں شوال کے مہینے میں چھ روزے رکھنے کی فضیلت وضاحت کیساتھ آئی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ من صام رمضان ثم اتبعه بستة من شوال فکانما صام الدھر (ابی داؤد وصحیح مسلم) جس نے رمضان کے روزے رکھے اور پھر شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے ہمیشہ روزے رکھے' اس لئے فقہا احناف' شوافع' حنابلہ اور بعض مالکیۃ نے بالاتفاق ان روزوں کو مستحب کہا ہے' اگر چہ بعض حضرات نے ان روزوں کو مکروہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ روزے مستحب اور مندوب ہیں۔

مزید تفصیل کیلئے ناچیز کا جواب مطالعہ کیا جاسکتا ہے جو اس مسئلہ کی وضاحت کیلئے ایک استفتاء کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب منظر عام پر آنے والا ہے۔

روزوں اور تراویح کے بارے میں اغلاط العوام

لاعلمی اور احکام الٰہی سے دوری کی بناء پر عوام اکثر عبادات کی ادائیگی میں اغلاط کا شکار ہوتے ہیں' جس دیگر عبادات مثلاً زکوٰۃ اور نماز وغیرہ میں اغلاط کا ارتکاب کرتے ہیں' تو اسی طرح روزوں اور تراویح کے بارے میں بھی کئی اغلاط اور کوتاہیوں کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔

(۱) عوام الناس میں مشہور ہے کہ ایک روزہ رکھنا اچھا نہیں' یہ روزہ یونہی ادھر ادھر بھٹکتا رہتا ہے۔ اس شہرت کا شریعت میں کوئی اصل نہیں یہ محض ایک لغو خیال ہے۔ البتہ صرف جمعہ کے دن کا روزہ اور صرف ۱۰ محرم (عاشورہ) کا روزہ اکیلے رکھنا ممنوع ہے' ان روزوں کے ساتھ پہلے یا بعد میں روزہ رکھنا چاہیے۔

(۲) عوام الناس میں یہ بات بھی مشہور ہے کہ جو شخص شوال کے چھ روزے رکھنا چاہیے تو وہ ضرور عید کے اگلے ہی دن روزہ رکھے ورنہ پھر شوال کے روزے ادا نہ ہوں گے۔ شریعت کی رو سے اس کا بھی کوئی اصل نہیں شوال کے روزے

عید کے بعد شوال ہی کے مہینے میں رکھنے چاہیے۔ البتہ اوائل شوال میں چھ روزوں کا مکمل طور پر رکھنا افضل ہے۔

(۳) بعض جگہ مشہور ہے کہ روزہ کی حالت میں اگر غسل کرنا چاہیے تو دوپہر سے پہلے پہلے کرے شام کے وقت غسل کرنے سے روزہ میں فرق آیا ہے' اس کی کوئی اصلیت نہیں یہ شہرت بھی بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔

(۴) بعض لوگ شوال کے چھ روزے اپنے پچھلے قضاء کے روزوں میں محسوب کر لیتے تھے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اس شش عید کے روزے بھی ہو گئے اور قضاء بھی ادا ہو گئی تو یہ خیال بھی غلط ہے اگر ان روزوں کو قضاء کی نیت سے رکھا گیا تو قضاء روزوں کی ادائیگی تو ہو جائے گی' شش شوال کا ثواب نہیں ملے گا اگر کوئی شش عید کے روزوں کو ادا کرنا چاہیے تو قضاء کے لئے الگ روزے رکھے اور شش عید کے الگ روزے رکھے' بعض کتابوں میں اگرچہ اس قسم کی بات لکھی گئی ہے' مگر اصول اور قواعد کے خلاف ہونے سے یہ بات صحیح نہیں۔

(۵) اکثر جگہ دیکھا جاتا ہے کہ افطار کے سامان میں جس کو عرف میں افطاری کہتے ہیں' اس قدر اہتمام کرتے ہیں کہ اس کے کھاتے کھاتے مغرب کی جماعت مسجد میں بالکل یا کسی قدر فوت ہو جاتی ہے' اور یہ بات قصداً اور اکثر ہوتی ہے جس میں شرعاً معذور بھی نہیں ہو سکتا' جماعت مسجد کی جو کچھ تاکید آئی ہے' اس کے اعتبار سے یہ عادت نہایت منکر ہے' اول تو اس قدر اہتمام ہی کی کیا ضرورت ہے؟ دوسرے یہ بھی تو ممکن ہے کہ نماز کے بعد یہ شغل ہو اور افطار کسی مختصر چیز پر ہو کہ نماز میں حاضر ہو جائے۔ (ماخوذ از اغلاط العوام)

(۶) اسی طرح تراویح ادا کرنے میں بھی متعدد منکرات داخل ہو گئے ہیں ایک تو یہ کہ لوگ تراویح سے فارغ ہونے کی جلدی میں نماز عشاء ایسی عجلت میں پڑھتے ہیں کہ بعض مساجد میں اذان قبل از وقت پہلے دے دی جاتی ہے۔

(۷) بعض حفاظ قرآن کریم تو ایسی تیز رفتاری سے پڑھتے ہیں کہ سامعین کو کچھ سمجھ میں نہیں آتا' اور ثناء رکوع وسجدہ کی تسبیحات' تشہد وغیرہ بھی اسی رفتار میں پڑھتے ہیں۔

(۸) بسا اوقات اسی چار رکعت کے بعد وقفہ بھی نہیں کرتے یا اگر کرتے ہیں تو برائے نام کرتے ہیں۔

(۹) کچھ لوگ نابالغ بچوں کو تراویح میں امام بناتے ہیں۔ حالانکہ نابالغ کو مطلقاً نماز میں امام بنانا درست نہیں۔

(۱۰) بہت سے مقامات پر مروجہ شبینہ کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں کئی منکرات کا ارتکاب کیا جاتا ہے' نماز' قرآن اور مسجد کے آداب واحترام کو تو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ یہ ان تمام ناجائز امور کے ارتکاب سے ثواب کے بجائے الٹا گناہ کمایا جاتا ہے۔

اس لئے ان امور کے ارتکاب سے پرہیز کیا جائے اور سنت کے مطابق روزہ اور تراویح ادا کئے جائیں تاکہ عبادت صحیح طریقہ سے ادا ہو۔

بحث ونظر

مولانا ڈاکٹر اکرام اللہ جان قاسمی*

(قسط ۴)

اسلام...... مذہب رواداری یا دہشت گردی و انتہاپسندی؟!

مسئلہ کشمیر:

برطانیہ نے ۱۹۴۷ء میں برصغیر کو دو ملکوں میں تقسیم کیا مگر ریاست جموں و کشمیر کے عوام کی خواہشات کے برعکس اس کا الحاق ہندوستان کے ساتھ کر کے دونوں ملکوں کو ہمیشہ کیلئے اُلجھا دیا۔ بھارت ریاست و جموں کشمیر میں استصواب رائے کا سلامتی کونسل میں وعدہ کرنے کے بعد اس وعدہ سے مکر گیا ہے۔ اس چپقلش کے باعث پاک بھارت کے درمیان ۱۹۴۸ء ' ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگیں ہو چکی ہیں۔ بھارت کی سات لاکھ فوج ریاست جموں و کشمیر میں برسرپیکار ہے۔ تحریک آزادی کشمیر میں جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والے شہداء کی تعداد کے حوالے سے ایک رپورٹ کے مطابق کشمیر میں بھارتی فوج نے گذشتہ ۱۵ برس کے دوران ریاستی دہشت گردی کی بدترین کاروائیوں میں ۸۶۷۸ کشمیری شہید کر دیئے ہیں۔ ذرائع کے مطابق شہید ہونے والوں میں سے ۶,۵۶۱ کو دوران حراست شہید کیا گیا۔ اس عرصہ کے دوران ۹,۲۹۷ عفت مآب خواتین کی بے حرمتی کی گئی اور ایک لاکھ چار ہزار تین سو اسی سے زائد مکانات اور دکانیں جلا کر خاکستر کر دی گئیں۔ بھارتی فوج کی ریاستی دہشت گردی کی وجہ سے اس عرصہ کے دوران ۲۱,۸۲۶ خواتین بیوہ جبکہ ۱,۰۵,۲۱۰ بچے یتیم ہو چکے ہیں۔ اس وقت ۵۵۴، ۷ کشمیری بھارت اور مقبوضہ کشمیر کی مختلف جیلوں میں نظر بند ہیں۔ دریں اثناء بھارتی فوجیوں نے سال ۲۰۰۳ء کے دوران ۲۸۲۸ افراد کو شہید کیا جن میں سے ۲۹۴ افراد کو حراست کے دوران شہید کیا گیا۔ بھارتی فوجیوں نے اس عرصہ کے دوران ۴۶۰ مکانات اور دکانوں کو جلایا۔ ریاستی دہشت گردی کی کاروائیوں کے نتیجہ میں گزشتہ سال ۶۵۱ عورتیں بیوہ ہوئیں جبکہ ۲۱۶۹ سے زیادہ بچے یتیم ہوئے۔ سال ۲۰۰۳ء میں ۳۰۰ سے زیادہ عورتوں کی بے حرمتی کی گئی۔ (۱۲۱)

عصر حاضر کے مسلمانوں میں مذہبی انتہاء پسندی

اسلام جو کہ منتشر قبائل کو یکجا کرنے اور مختلف افکار و نظریات کو عقیدۂ توحید کے ایک مرکز پر جمع کرنے آیا تھا اور تاریخ نے دیکھا کہ خون کے پیاسے بھائی بھائی بن گئے اور ایک دوسرے پر اپنی جان اور مال خرچ کرنے کو سعادت

---

* ڈائریکٹر مرکز تحقیق اسلامی پشاور

سمجھنے لگے۔ رسول اکرم ﷺ کی زندگی سے خود عیاں ہے کہ منافقین سے درگزر کیا۔ مجرمین اور ذات کے دشمنوں سے چشم پوشی کی تاکہ امت میں وحدت قائم رہے اور وہ افتراق و انتشار کا شکار نہ ہو۔ آپ ﷺ نے اپنی تعلیمات کے ذریعہ مسلمانوں کو ایک جسم کی مانند قرار دیا اور فرمایا کہ مسلمان مسلمان کیلئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے جس کے ایک حصہ نے دوسرے کو مضبوط کیا ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے آج مسلمان ان تعلیمات پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے آپس میں ہی دست و گریبان ہیں۔ وہ امت جو ہر لحاظ سے ناقابل تقسیم وحدت تھی۔ اور جسے بنیان مرصوص بن کر زمانے میں اسلام کے پیغام کو پوری انسانیت تک پہنچانا تھا آج وہ خود افتراق اور تشتت کا شکار ہے۔ مسلمانوں کی مختلف جماعتیں اور گروہ مسلکوں کی بنیاد پر ایک دوسرے سے برسرپیکار ہیں۔ اور چھوٹے چھوٹے فروعی اختلافات کی وجہ سے انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ غیر مسلموں والا سلوک شروع کر دیا ہے۔ جو کہ انتہائی خطرناک بات ہے۔ کسی معاملہ میں اختلاف رائے کا ہونا بذات خود مذموم نہیں کیونکہ اختلاف رائے سے تحقیق کی نئی جہتیں کھلتی ہیں اور آسانی کے مختصر ترین راستے سامنے آتے ہیں لیکن اختلاف رائے کو اتنا بڑھا دینا کہ باہمی نزاع اور جنگ و جدال تک نوبت پہنچ جائے بہر حال مذموم اور ناپسندیدہ ہے۔ غیر منصوص احکام میں اختلاف رائے خود رسول اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں ہوا۔ اس طرح حضرات خلفاء راشدینؓ اور صحابہ کرامؓ کے عہد میں جب نئے نئے مسائل سامنے آئے جن کا قرآن و احادیث میں صراحۃً حکم مذکور نہ تھا۔ ان کے درمیان اختلاف رائے ہوا لیکن بات کبھی مستقل جھگڑوں، تفرقہ بازیوں اور ایک دوسرے کی تفسیق و تکفیر تک نہیں پہنچی۔ جیسے کہ آج کل ہو رہا ہے۔ ایک گروہ فروعی اور جزوی اختلاف کی بناء پر دوسرے گروہ کو کافر، مرتد اور واجب القتل قرار دیتا ہے۔ بلکہ اس قتل کو کار ثواب اور جہاد بتاتا ہے۔ اور یوں بھی کہہ دیتے ہیں کہ جو اسے کافر نہ مانے وہ بھی کافر ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اس فتنہ کے سد باب کیلئے فرمایا تھا۔

ثَلاثٌ مِنْ اَصْلِ الْاِیْمَانِ اَلْکَفُّ عَمَّنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. لَا تُكَفِّرْهُ بِذَنبٍ وَلَا تُخْرِجْهُ مِنَ الْاِسْلَامِ بِعَمَلٍ (۱۲۲)

"تین چیزیں اصل ایمان ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جو لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتا ہے اس کو کافر کہنے سے باز رہا جائے۔ کسی گناہ کے سبب اسے کافر قرار نہ دیا جائے اور کسی عمل کے سبب اسلام سے خارج نہ کیا جائے"۔

فقہائے اسلام نے کفر کے حوالہ سے اصول بیان کیا ہے۔ مِنْ قَوَاعِدِ اَهْلِ السُّنَّةِ اَنْ لَا يُكَفَّرَ وَاحِدٌ مِنْ اَهْلِ الْقِبْلَةِ (۱۲۳)

"اہل سنت کے بنیادی قواعد میں سے ایک یہ ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہ کہا جاوے"

وَعَنْ اَبِي حَنِيفَةَ لَا نُكَفِّرُ اَهْلَ الْقِبْلَةِ بِذَنبٍ (۱۲۴) "اور امام اعظم ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ ہم اہل قبلہ کو کسی گناہ کے سبب کافر نہیں ٹھہراتے"

اسلام میں مذہبی رواداری اور مستشرقین کے اعتراضات:

اسلام مذہبی رواداری، اعتدال اور عدم تشدد کا حامل دنیا کا پہلا مذہب ہے۔ جس نے ہمیشہ نہ صرف یہود و نصاریٰ کے ساتھ بلکہ مجوس و مشرکین کے ساتھ بھی رواداری کا سلوک برتا ہے۔ بد قسمتی سے اہل مغرب نے ہمیشہ اسلام اور ہادیٔ اسلام حضرت محمد ﷺ کو بے جا الزامات کے ذریعہ بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس بات کا اعتراف خود انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کا مقالہ نگار لفظ ''محمد'' کے تحت کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

"Few great men have been so maligned as Muhammad. Christian scholars of medieval Europe painted him as an impostor, a lecher, and a man of blood. A corruption of his name, "Mahound" even came to signify the devil" (125)

''بہت کم بڑے لوگوں کو اتنا زیادہ بدنام کیا گیا ہے جتنا کہ محمد (ﷺ) کو بدنام کیا گیا ہے۔ قرون وسطیٰ کے یورپ کے مسیحی علماء نے ان کو فریبی، عیاش اور خونی انسان کے روپ میں پیش کیا۔ حتیٰ کہ آپ کے نام کا ایک بگڑا ہوا تلفظ مہاوند (نعوذ باللہ) شیطان کے ہم معنیٰ بنا دیا گیا ہے۔''

مسلمانوں کو آج کل ایک طعنہ بنیاد پرستی (Fundamentalism) کا دیا جاتا ہے۔ حالانکہ بنیاد پرستی کی ابتداء آج سے تقریباً ایک صدی پہلے خود عالم عیسائیت نے کی ہے۔ مشہور برطانوی مصنفہ کیرن آرمسٹرانگ " The Battle for God " میں رقمطراز ہیں۔

''ولیم بیل ریلے نے ۱۹۱۹ء میں امریکی ریاست فلاڈیلفیا میں ایک بہت بڑی کانفرنس منعقد کی جس میں تمام پروٹسٹنٹ فرقوں سے تعلق رکھنے والے چھ ہزار قدامت پسندوں نے شرکت کی اور ''ورلڈ کرسچین فنڈامنٹلز ایسوسی ایشن'' (WCFA) کو باقاعدہ طور پر قائم کیا گیا۔ اس کے فوری بعد ریلے نے چودہ مقرروں اور انجیل گانے والوں کے ایک طائفے کے ساتھ پورے امریکہ میں اٹھارہ شہروں کا ایک انتہائی منظم دورہ کیا۔۔۔۔ ریلے نے کہا کہ یہ محض کوئی الگ تھلگ جنگ نہیں بلکہ ''یہ تو ایک لامختتم جنگ ہے''(۱۲۶) انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں اس کا اعتراف مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا گیا ہے۔

" Fundamentalist and Evangelical comprise a mixed group of theologically conservative communions that stress the full, and often verbal, inspiration of the Bible and its complete authority over faith and practice" (127)

'' بنیاد پرست اور مقدس انجیلی مبلغین ایک ایسے گروہ پر مشتمل ہے جو مذہبی قدامت پرستی کے تانے بانے سے بنا ہے۔ یہ گروہ زیادہ تر کتاب مقدس بائبل (انجیل) کے لفظی معنیٰ اور اس کے ٹھیٹ عمل پر زور دیتا ہے''۔

دوسری بنیاد پرست تنظیم یہودی پارٹی ''اگودات اسرائیل'' (اسرائیل کا اتحاد = Agudat Israil) کی تھی۔ یہ ۱۹۱۲ء میں مسنیگڈی اور گر کے ہیسیڈم نے قائم کی تھی۔ ۰۷ء سے لیکر اس وقت تک پہلی مرتبہ یہود متحد ہوئے تھے۔ اس تنظیم نے توراۃ کی اساس پر ایک الٰہی ریاست کی تشکیل کا نظریہ اور اس کیلئے عملی جدو جہد شروع کی تھی۔ (۱۲۸) جہاں تک انتہاء پسندی کا تعلق ہے تو اس کی ایک بنیادی وجہ اصل الٰہی تعلیمات کو بگاڑنا اور اپنے پیغمبروں کے مقدس مشن اور راستے سے انحراف ہے۔ اگر یہود و نصاریٰ اپنے اپنے دین میں تحریف نہ کرتے تو آج آسمانی مذاہب والے کم از کم بنیادی آسمانی عقائد پر متفق ہوتے۔ مولانا عبدالکریم پاریکھ اپنی کتاب ''یہودیت۔ قرآن کی روشنی میں'' میں مذہبی انتہاء پسندی کے اسباب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ نے اپنی کتابوں میں تحریف کی۔ جس کی وجہ سے اصلی تعلیمات معدوم ہوگئیں اور حق و باطل کی آمیزش ہوگئی۔ اگر یہود و نصاریٰ اس فعل قبیح کا ارتکاب نہ کرتے تو آج آسمانی مذاہب والے بنیادی آسمانی تعلیمات پر متفق ہوتے۔ (۱۲۹) مذہبی انتہاء پسندی کی دوسری وجہ ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ پیغمبر آخر ﷺ کا انکار کرتے ہیں جبکہ مسلمانوں کے ہاں حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ سمیت تمام سابقہ انبیاء پر ایمان لانا فرض ہے۔ اگر وہ بھی پیغمبر آخر کو تسلیم کر لیتے جیسے کہ ان کی آسمانی کتب میں تصریحات اور پیشگوئیاں موجود ہیں تو اصلاح کی راہ نکل آتی۔ (۱۳۰)

یہود و نصاریٰ الٰہی احکام کو پس پشت ڈال کر خود اپنے دین کے ٹھیکدار بن گئے تھے۔ تحریف و تبدیل کی حد کرنے کے علاوہ انہوں نے اپنے مذہبی پیشرؤوں کو بے حد مذہبی اختیارات دیئے تھے یہاں تک کہ عیسائیت میں گناہوں کا بخشنا اور جنت و دوزخ الاٹ کرنا پادریوں کا کام بن گیا تھا۔ چودھری غلام رسول ''مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ'' میں لکھتے ہیں۔

''عیسائیوں کا پوپ سے متعلق یہ عقیدہ تھا کہ وہ خدا کا نائب اور عیسیٰ کا قائم مقام ہے اس کا نہ کوئی فیصلہ غلط ہوسکتا ہے نہ اس کے کسی حکم پر تنقید کی جاسکتی ہے وہ گناہگاروں کے گناہ معاف کرسکتا ہے۔ اس عقیدے نے آہستہ آہستہ معافی ناموں (Indulgences) کی صورت اختیار کرلی۔ معافی نامے عام بکنے شروع ہوگئے۔ شہر شہر قریہ قریہ معافی ناموں کی ایجنسیاں قائم کردی گئیں۔ ہر گناہ کیلئے الگ قیمت کا معافی نامہ ہوتا تھا۔ ان معافی ناموں کو خرید کر نہ صرف زندہ لوگ اپنے گناہ معاف کرواتے تھے بلکہ اپنے فوت شدہ والدین کے گناہوں کی بخشش کیلئے بھی خریدے جاتے تھے۔ مغفرت نامے فروخت کرنے والے گلی کوچوں میں آواز لگا کر فروخت کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جب معافی ناموں کی تجارت عام ہوگئی تو تمام مسیحی یورپ اور کلیساء خاص طور پر گناہوں اور جرائم کی دلدل میں پھنس گیا۔ (۱۳۱) عیسائیت کی یہی وہ انتہاء پسندانہ باتیں تھیں جن کے خلاف مذہب عیسائیت میں مارٹن لوتھر ایک مصلح کی حیثیت سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جس کا ردِ عمل ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ۲۸۶ مذہبی علماء کو زندہ جلا دیا گیا تھا اور تقریباً ایک

لاکھ افراد کو لقمۂ اجل بنا دیا گیا تھا۔

تاریخ انسانیت میں یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ کوئی مذہب یا نظریہ تلوار کے بغیر نہیں پھیلا۔ گویا تلوار اور جنگ غلبۂ دین اور افکار و نظریات کی ترویج کیلئے ایک ضروری چیز رہی ہے مگر اسلام وہ پہلا مذہب ہے جس نے جنگ کے اصول مقرر کئے۔ ورنہ اسلام سے قبل دیگر مذاہب والے مفتوحہ اقوام پر جو ظلم و ستم کے پہاڑ توڑتے تھے اس کی کچھ مثالیں اس سے قبل سطور میں گذر چکی ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے دورِ جاہلیت کے تمام وحشیانہ جنگی طریقوں کو منسوخ کر دیا اور ایسے قوانین نافذ فرمائے جو آج بھی احترام آدمیت کا درس دیتے ہیں۔ ان قوانین کے مطابق جنگ کے دوران عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے قتل، عبادتگاہوں اور فصلوں کی تباہی و بربادی اور دشمنوں کے ہاتھ، ناک کان وغیرہ کاٹنے پر پابندی لگا دی گئی۔ (۱۳۲)

رسول اکرم ﷺ کی وسعت ظرفی اور دوسروں کو برداشت کرنے کی اعلیٰ ترین مثال یہود کے مقدس مقام کوہِ سینا (مصر) کے ساتھ عیسائیوں کا کلیساء "سینٹ کیتھرائن" کی حفاظت اور عیسائیوں کے حقوق کے بارے میں ایک نامۂ مبارک تحریر فرمانا ہے۔ حُسنِ اتفاق سے آج تک یہ کلیساء موجود ہے اور اس کے ساتھ ہی تاریخ میں آپ ﷺ کا نامۂ مبارک بھی اصل حالت میں موجود ہے۔

ڈاکٹر حافظ محمد ثانی اپنی کتاب رسول اکرم ﷺ اور رواداری میں رقمطراز ہیں۔

۶۲۷ء میں پیغمبر اسلام ﷺ نے سینٹ کیتھرائن متصل کوہِ سینا کے راہبوں اور تمام عیسائیوں کو پوری آزادی اور وسیع حقوق عطا کئے اور مسلمانوں کو تاکید کی کہ وہ

۱) عیسائیوں کے گرجاؤں، راہبوں کے مکانوں اور نیز زیارت گاہوں کو ان کے دشمن سے بچائیں۔

۲) تمام مضر اور تکلیف رساں چیزوں سے پوری طور پر ان کی حفاظت کریں۔

۳) ان پر بے جا ٹیکس نہ لگایا جائے۔

۴) کسی کو اپنی حدود سے خارج نہ کیا جائے۔

۵) کوئی عیسائی اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور نہ کیا جائے۔

۶) کسی راہب کو اپنی خانقاہ سے نہ نکالا جائے۔

۷) کسی زائر کو اپنی زیارت سے نہ روکا جائے۔

۸) مسلمانوں کے مکان اور مسجد بنانے کی غرض سے عیسائیوں کے گرجے مسمار نہ کئے جائیں۔ (۱۳۳)

اسلام نے تلوار کی زد کو میدان جنگ میں محض برسرپیکار افراد تک محدود رکھا اور دوسرے لوگوں سے تعرض نہ کرنے

کی تاکید کی ہے۔ ڈاکٹر خالد علوی ''انسان کامل ؐ'' میں لکھتے ہیں۔

''محاربین (Belligerents) کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ایک اہل قتال (Combatants) اور دوسرے غیر اہل قتال (Non- Combatants)۔ اہل قتال وہ ہیں جو عملاً جنگ میں حصہ لیتے ہیں یا عقلاً و عرفاً حصہ لینے کی قدرت رکھتے ہیں یعنی جوان مرد۔ اور غیر اہل قتال وہ ہیں جو عقلاً و عرفاً جنگ میں حصہ نہیں لے سکتے یا عموماً نہیں لیا کرتے مثلاً عورتیں' بچے' بوڑھے' بیمار' زخمی' اندھے' مقطوع الاعضاء' مجنون' سیاح' خانقاہ نشین' زاہد' معبدوں اور مندروں کے مجاور اور ایسے ہی دوسرے بے ضرر لوگ۔ اسلام نے طبقۂ اول کے لوگوں کو قتل کرنے کی اجازت دی ہے۔ اور طبقۂ دوم کے لوگوں کو قتل کرنے سے منع کیا ہے''۔ وہ مزید لکھتے ہیں

''خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے جب فوجیں شام کی طرف روانہ کیں تو ان کو دس ہدایات دیں۔ وہ ہدایات اسلامی تعلیمات جنگ کا ملخص ہیں۔ وہ ہدایات یہ ہیں۔ (۱) عورتیں' بچے اور بوڑھے قتل نہ کئے جائیں۔ (۲) مُثلہ (اعضاء کا کاٹنا) نہ کیا جائے۔ (۳) راہبوں اور عابدوں کو نہ ستایا جائے اور نہ ان کی عبادتگاہیں مسمار کی جائیں۔ (۴) کوئی پھل دار درخت نہ کاٹا جائے اور نہ کھیتیاں جلائی جائیں۔ (۵) آبادیاں ویران نہ کی جائیں۔ (۶) جانوروں کو ہلاک نہ کیا جائے۔ (۷) بدعہدی سے ہر حال میں احتراز کیا جائے۔ (۸) جو لوگ اطاعت کریں ان کی جان و مال کا وہی احترام کیا جائے جو مسلمانوں کی جان و مال کا کیا جاتا ہے۔ (۹) اموال غنیمت میں خیانت نہ کی جائے۔ (۱۰) جنگ میں پیٹھ نہ پھیری جائے۔ (۱۳۴)

۱۶ھ/۶۳۷ء میں جب مسلمانوں نے پہلی مرتبہ بیت المقدس کو فتح کیا تو حضرت عمرؓ نے انتہائی رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مندرجہ ذیل امان نامہ لکھ کر دیا تھا

''یہ وہ امان ہے جو اللہ کے بندے امیر المومنین عمرؓ نے ایلیاء کے لوگوں کو دی۔ یہ امان ان کی جان' مال' گرجے' صلیب' تندرست' بیمار اور ان کے تمام اہل مذاہب کیلئے ہے۔ ان کے گرجوں میں نہ سکونت اختیار کی جائے گی نہ وہ گرائے جائیں گے۔ اور نہ ان کو اور ان کے احاطوں کو نقصان پہنچایا جائیگا۔ ان کی صلیبوں اور انکے مال میں کچھ کمی نہ کی جائیگی۔ نہ مذہب کے معاملہ میں ان پر جبر کیا جائے گا۔ نہ ان میں سے کسی کو نقصان پہنچایا جائے گا۔ (۱۳۵)

اسلام میں ہر مذہب کے ماننے والوں کو پرسنل لاء اور کلچر میں آزادی دی گئی ہے۔ ابو عبیدہ کتاب الاموال میں تحریر فرماتے ہیں۔

هُمْ اَحْرَارٌ فِیْ شَهَادَاتِهِمْ وَمُنَاكَحَاتِهِمْ وَمَوَارِيْثِهِمْ وَجَمِيْعِ اَحْكَامِهِمْ ''یعنی یہ لوگ اپنی شہادت کے احکام' نکاح کے معاملات' وراثت کے قوانین اور دوسرے تمام مذہبی احکام میں

آزاد ہوں گے"۔ (۱۳۶)

اسلام میں دوسرے مذاہب' ان کے مذہبی پیشواؤں اور عبادت خانوں کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔ امام ابو یوسفؒ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں۔

لا یُھدَمُ لَھُم بِیعَۃٌ وَلا یُمنَعُونَ مِنْ ضَربِ النَّوا قِیسِ اِلّا فِی اَوقاتِ الصَّلوٰۃِ وَلا مِنْ اِخرَاجِ الصُّلبَانِ فِی یَومِ عِیدِھِم (۱۳۷)

"یہودیوں اور عیسائیوں کے عبادت خانے نہ گرائے جائیں یہ لوگ ناقوس بجانے سے نہ روکے جائیں البتہ نماز کے اوقات مستثنیٰ رہیں گے۔ اور ان کو ان کی عید کے دن صلیب نکالنے سے نہ روکا جائے"

خنزیر اور شراب کے اسلام میں سخت حرمت کے باوجود یہ حکم رکھا گیا کہ اگر کوئی مسلمان کسی غیر مسلم کے خنزیر یا شراب کو ضائع کرے گا تو وہ اس کا تاوان بھرے گا۔ (۱۳۸) اسلام کے ان احکام اور عادلانہ وفراخدلانہ اقدامات کو دیکھ کر مستشرقین اسلامی رواداری کے اعتراف پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ فرانسیسی مستشرق موسیو سیڈلیٹ (M. sedillet) "خلاصہ تاریخ عرب" میں لکھتا ہے۔

"جو لوگ اسلام کو وحشیانہ مذہب کہتے ہیں ان کے ضمیر کے تاریک ہونے کی واضح دلیل یہ ہے کہ وہ ان صریح علامات کو نہیں دیکھتے جن کے اثر سے عربوں کی وہ تمام بری خصلتیں مٹ گئیں جو مدت دراز سے سارے ملک میں رائج تھیں۔ انتقام لینا' خاندانی عداوت کو جاری رکھنا' کینہ پروری اور جور وظلم' دختر کشی وغیرہ جیسی مذموم رسومات کو قرآن نے مٹا دیا۔ ان میں سے اکثر چیزیں پہلے بھی یورپ میں تھیں اور اب بھی ہیں۔ (۱۳۹)

سر تھامس آرنلڈ اپنی کتاب "The Preaching of islam" میں اعتراف کرتا ہے۔

"اگر اسلام جلوہ گر نہ ہوتا تو دنیا شائد زمانہ دراز تک انسانیت' تہذیب اور شائستگی سے روشناس نہ ہوتی۔ یہ امر واقع ہے کہ آج دنیا میں مساوات' امداد باہمی' علمی جدوجہد اور نوع انسانی کے ساتھ ہمدردی کی جو تحریکیں جاری ہیں وہ سب کی سب اسلام ہی سے مستعار لی گئی ہیں۔ اسلام نے جلوہ گر ہو کر حکومتی نظاموں کا ڈھانچہ بدل دیا۔ دنیا کے اقتصادی نظام میں انقلاب برپا کر دیا۔ اسلام نے ایک ایسا مکمل نظام حیات پیش کیا جو مسلمانوں ہی کیلئے نہیں بلکہ ساری دنیا کیلئے ایک رحمت ثابت ہوا۔ یہ ایسی خوبیاں ہیں جن کے سامنے نہ صرف میری بلکہ ہر انصاف پسند انسان کی گردن جھک جانی چاہیئے"۔ (۱۴۰)

دشمنان اسلام' اسلام کے بارے میں یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ حالانکہ اسلام بلند اخلاق وکردار اور دل کو موہ لینے والے انسانی اقدار کے ذریعہ پھیلا ہے۔ تاریخ میں کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ

اسلام کو کسی پر زبردستی ٹھونسا گیا ہو۔ اس کے بالمقابل عیسائیت کے بزورِ بازو پھیلانے کے شواہد موجود ہیں۔ مولانا مودودی نے اپنی کتاب ''نصرانیت ۔۔ قرآن کی روشنی میں'' میں تفصیل سے لکھا ہے کہ عیسائی بادشاہ تھیوڈوسیوس نے غیر مسیحی عبادت کو موجبِ سزائے موت قرار دیا تھا۔ اس نے مندروں کو توڑنے' ان کی جائیداد ضبط کرنے اور عبادت کے سامانوں کو مٹانے کا حکم دیا تھا۔ مصر کے آرچ بشپ تھیوفیلوس نے خاندان بطالسہ کا عظیم الشان کتب خانہ نذرِ آتش کر دیا تھا۔ اس کے بعد مولانا مودودی لکھتے ہیں ''ان مظالم کا نتیجہ یہ ہوا کہ بت پرست رعایا نے تلوار کے خوف سے اس مذہب کو قبول کر لیا جس کو وہ دل سے پسند نہیں کرتی تھی۔ بددل اور بے اعتقاد پیروؤں سے مسیحی کلیسا بھر گئے۔ ۳۸ برس کے اندر روم کی عظیم الشان سلطنت سے وثنیت (بت پرستی) کا نام ونشان مٹ گیا اور یورپ' افریقہ اور شرقِ اردن میں تلوار کے زور سے مسیحیت پھیل گئی''۔ (۱۴۱)

اس کے بالمقابل ٹی ڈبلیو آرنلڈ نے "The Preaching of islam" میں کھلے دل سے اعتراف کیا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں بلکہ اخلاق وکردار کے زور سے پھیلا ہے۔ نیز مسلمانوں نے غیر مذہب والوں کو ہر جگہ مذہبی آزادی دی ہے۔ انہوں نے تفصیلاً لکھا ہے کہ کس کس جگہ عیسائی اقلیت میں اور مسلمانوں کے زیردست تھے۔ جنہیں بڑی آسانی سے بزورِ بازو مسلمان بنایا جاسکتا تھا مگر مسلمانوں نے ایسا نہیں کیا۔ اگر کسی جگہ بادشاہوں نے اس کا ارادہ بھی کیا تو مسلمان مفتیوں نے ان کو اس ارادے سے باز رکھا ہے''۔ (۱۴۲) وہ مزید اسی کتاب میں ایک دوسری جگہ اعتراف کرتا ہے۔

''کوئی مذہب اسلام کی طرح روادار اور صلح کل نہیں ملیگا جس نے دوسروں کو اسطرح مذہبی آزادی دی ہو۔ رواداری مسلمانوں کی طبیعت کا ایک محکم خاصہ اور مکمل مذہبی آزادی انکے مذہب کا دستور العمل رہا ہے''۔ (۱۴۳)

مذہب وعقیدہ کی آزادی کے تحت ''اسلام اور بین الاقوامی تعلقات'' کے مؤلف عبدالحمید احمد ابوسلیمان رقمطراز ہیں کہ عام نوعِ انسانی کیساتھ تعلقات کے معاملہ میں اصولی اندازِ فکر کا قرآن وسنت کے اندر محبت' حسن سلوک' حلم وشرافت اور محافظت کے الفاظ میں اظہار کیا گیا ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دوستانہ رویہ رکھنے والے نجران کے عیسائی قبائل کیساتھ جزیہ کا معاہدہ اور مدینہ کے یہودی قبائل کیساتھ امن وتعاون کا معاہدہ طے کیا۔ دوسری طرف آپ ﷺ نے انہی یہودیوں کے بعض قبائل کیخلاف جنگ لڑی جو مسلمانوں کو تباہ کرنے کیلئے کوشاں تھے۔ یہ معرکے حالات کی مجبوریوں اور تدبیری ضروریات کے تحت ہوئے تھے۔ (۱۴۴)

اسلام کی رواداری کی ایک زندہ مثال یہ ہے کہ جو جو لوگ مسلمان ہوئے وہ اپنے اسلام پر دل سے قائم ودائم رہے۔ وقار احمد ''غزوات سرورِ عالم ﷺ'' میں لکھتے ہیں ''اسے آپ ﷺ کی قیادت کا اعجاز نہیں تو اور کیا کہا

جائے کہ سوائے خیبر (یہود) کے جس شہر اور جس قبیلہ کو آپ ﷺ نے فتح کیا وہ جان نثار اور معتقد بن گئے۔ یہ یقیناً اسلئے تھا کہ اسلام کی جنگیں ان کے قتل و غارت کیلئے نہیں بلکہ ہدایت و فلاح کیلئے ہوتی تھیں۔ اور آپ ﷺ ہر فاتح کی طرح حریف کے درپئے آزار ہونے کے بجائے ان کے ہمدرد ہوتے تھے۔[۱۴۵]

عیسائی مؤرخین نے ہمیشہ آپ ﷺ کے بارے میں تعصب سے کام لیا ہے۔ سر تھامس کارلائل (Sir Thomas Carlyle) وہ پہلے عیسائی محقق ہے جس نے تعصب سے ہٹ کر انصاف کی نظر سے اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کا بغور مطالعہ کیا اور اس نے ۱۸۴۰ء میں مشاہیر عالم پر اپنی مشہور زمانہ کتاب "Heros and Hero-worship" لکھی۔ اس میں ایک مقالہ حضرت محمد ﷺ اور اسلام سے متعلق ہے۔ انہوں نے اسلام کا تلوار کے ذریعہ پھیلنے کو بڑی منطقی انداز سے رد کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں " اسلام کیلئے تلوار بے شک استعمال ہوئی تھی مگر سوال یہ ہے کہ یہ تلوار آئی کہاں سے تھی؟" ان کا مقصد ہے کہ تلوار چلانے والوں کو آخر کس چیز نے مجبور کر کے مسلمان کیا تھا۔ وہ تو کم از کم اپنی رغبت سے مسلمان ہوئے تھے۔ تو جو مذہب ابتداً خالص اخلاق و کردار کے زور سے پھیلا اگر بعد میں تلوار استعمال ہوئی بھی ہے تو یہ انقلابات کے داغ بیل ڈالنے کیلئے لازمی امر ہے۔ آگے تحریر کرتے ہیں "ایک لحاظ سے تو ہمیں اپنے عیسائی مذہب کا دامن بھی خون کے دھبوں سے پاک نظر نہیں آتا۔ جب اس کے ہاتھ میں تلوار آئی تو استعمال بھی ہوئی"[۱۴۶]

پروفیسر آرنلڈ اسلام کی اشاعت کی وجوہ و اسباب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ "مسلم مجاہد کی وہ خیالی تصویر بھی حقیقت سے بہت دور ہے جس کے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں قرآن دکھایا گیا ہے۔ اسلام کی صحیح روح کا مظہر وہ مسلمان مبلغ تاجر ہیں جنہوں نے نہایت خاموشی کے ساتھ اپنے دین کو روئے زمین کے ہر خطے میں پہنچایا ہے"[۱۴۷] واضح رہے کہ "مسلمان مجاہد کی خیالی تصویر جس کے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں قرآن ہے" سے راقم کے خیال میں پروفیسر آرنلڈ کا اس طرف اشارہ ہے کہ امریکی اعلیٰ ترین عدالت "سپریم کورٹ" میں جہاں ۱۹۳۳ء سے عام سیشن ہو رہے ہیں تاریخ عالم کی عظیم قانون دہندہ ہستیوں کو ایک تصویر میں دکھایا گیا ہے۔ اس تصویر میں پیغمبر اسلامؐ کو ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں تلوار پکڑے دکھایا گیا ہے۔ مسیحی دنیا کے تعصب بھرے اس نظریے کی حامل یہ تصویر تا حال نصب ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔[۱۴۸] عیسائیت چھوڑ کر اسلام قبول کرنے والوں کے بارے میں پروفیسر آرنلڈ لکھتے ہیں۔ " اس عام خیال کو قبول کرنا دشوار ہے کہ ان عیسائیوں میں اسلام بزورِ شمشیر پھیلا ہے اور ہم اس بات پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ جبر و اکراہ کی بجائے دوسرے اسباب کو تلاش کریں جو ان کے تبدیلیٔ مذہب کا موجب بنے"[۱۴۹]

مفتوح اور زیر نگین آنے والوں کے ساتھ پیغمبر رحمت ﷺ کا کیا سلوک رہا ہے؟

فتح مکہ کے دن مسلمانوں پر سابقہ مصائب وآلام کے پہاڑ توڑنے والوں کے بارے میں انسان کے فطری انتقامی جذبہ کے تحت انصار کے علمبردار حضرت سعد بن عبادہؓ کے منہ سے یہ کلمات نکل گئے تھے اَلْیَوْمَ یَوْمُ الْمَلْحَمَۃِ ... الیومَ تَستَحِلُّ الْکَعْبَۃ۔ ''آج قتل وقتال کا دن ہے اور آج خانہ کعبہ میں بھی خون بہایا جائے گا''۔ اس کے جواب میں پیغمبر رحمت ﷺ نے فرمایا کَذِبَ سَعْدٌ .... اَلْیَوْمُ یَوْمُ الرَّحْمَۃِ۔ سعد نے غلط کہا ۔۔آج تو رحم وکرم، عفو ودرگزر اور عام معافی کا دن ہے۔ (۱۵۰)

برطانوی مصنف کرن آرمسٹرانگ نے سیرت طیبہ پر ایک قابل قدر کتاب لکھی ہے وہ اپنی کتاب "Muhammad a Western Attempt to Understanding Islam" میں اس تاریخی اور ناقابل تردید حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتی ہیں۔

" Muhammad....Founded a Religion and a Tradition that was not based cultural on the sword. despite the western myth. and whose name Islam, signifies peace and reconciliation " (151)

''محمد ﷺ ایک ایسے مذہب اور تہذیب کے بانی تھے جس کی بنیاد تلوار پر نہ تھی۔ مغربی پروپیگنڈے اور افسانہ کے باوجود اسلام کا نام امن اور صلح کا مفہوم رکھنے والا ہے''

تاریخ عالم پر نگاہ رکھنے والا کوئی بھی انصاف پسند آدمی جب عالمی جنگوں اور اس کے نتیجہ میں واقع ہونے والی ہلاکتوں کا مقابلہ آنحضرت ﷺ کے غزوات کے ساتھ کرتا ہے اور واقعہ کی تہہ تک پہنچ جاتا ہے تو انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ چنانچہ فتنہ تاتار میں دس لاکھ افراد بے دردی سے تہہ تیغ کئے گئے۔ روسی انقلاب نے انیس لاکھ افراد کو نگل لیا۔ پہلی جنگ عظیم میں ایک کروڑ کے قریب اور دوسری جنگ عظیم میں پانچ کروڑ کے قریب افراد ہلاک ہوئے۔ جبکہ رسول اکرم ﷺ کی تمام حیات طیبہ میں ۲۷ غزوات ہوئے یعنی وہ جہاد جن میں آپ بنفس نفیس شریک ہوئے اور ۵۶ سرایا ہوئیں یعنی وہ جہاد جن میں صحابہؓ کو بھیجا اور خود شریک نہیں ہوئے۔

قاضی محمد سلیمان منصور پوری کی تحقیق کے مطابق جو انہوں نے اپنی کتاب ''رحمۃ للعالمینؐ'' میں کی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں تمام غزوات وسرایا میں مسلمان شہداء کی کل تعداد ۲۵۹ ہے جبکہ کافر مقتولین کی تعداد ۷۵۹ ہے۔ مسلمان اور کافر تمام مقتولین کا مجموعہ ۱۰۱۸ بنتا ہے۔ (۱۵۲) ان گنے چنے افراد کے کام آنے پر دنیا کا وہ عظیم الشان انقلاب برپا ہوا جس کی کرنیں آج تک چاردانگ عالم میں ضوءفشاں ہیں۔ باقی انقلابات نے کروڑوں افراد کی جانیں لے کر کچھ بھی اثرات مرتب نہیں کئے مگر اسلام کے دیرپا اثرات آج بھی پورے آب وتاب کے ساتھ موجود

ہیں۔ چنانچہ مشہور امریکی ماہر فلکیات اور دانشور ڈاکٹر میخائل ایچ ہارٹ (Dr. Michael H. Hart) اور ان کی اعلیٰ تعلیم یافتہ اہلیہ نے دنیا کی مشہور شخصیات کا مطالعہ کیا۔ اس مطالعہ کے حاصل کے طور پر انہوں نے " The 100 " (سو عظیم شخصیات) نامی کتاب لکھی جو ۵۷۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں تاریخ انسانی کی سو اعلیٰ ترین شخصیات کے حالات درج ہیں۔ جنہوں نے مصنف کے نزدیک تاریخ پر گہرے اثرات مرتب کئے ہیں۔ کتاب میں پیغمبر اسلامؐ کو تمام شخصیات کے مقابلہ میں سرفہرست رکھا گیا ہے۔ کیونکہ مصنف کے نزدیک وہ تاریخ کے سب سے گہرے اثرات اور زندہ نقوش چھوڑنے والی شخصیت ہیں وہ رقمطراز ہیں۔

"Muhammad Was the only man in history who was supremely successful on both the religious and the secular levels." (153)

''پوری تاریخ انسانی میں محمد (ﷺ) وہ واحد شخصیت ہیں جو دینی اور دنیاوی دونوں اعتبار سے غیر معمولی طور پر کامیاب وکامران ہوئے ہیں''۔

اعتدال' رواداری اور عدم تشدد۔۔۔۔اسوۂ حسنہ سے عملی مثالیں:

رسول اکرم ﷺ کی ذاتِ بابرکات پوری دنیا کیلئے کامل نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے دنیا میں اعتدال' رواداری اور عدم تشدد کی اعلیٰ ترین عملی مثالیں قائم کی ہیں۔ اسلام کے آغاز ہی سے آپ ﷺ پر اہل مکہ نے ظلم وستم کے پہاڑ توڑنا شروع کئے۔ آپ ﷺ کو گالیاں دیں' قتل کے منصوبے بنائے۔ راستوں میں کانٹے بچھائے۔ جسم اطہر پر نجاستیں گرائیں۔ جادوگر' مجنون اور نہ جانے کیا کیا نام دیئے مگر بقول ام المؤمنین حضرت عائشہؓ آپ ﷺ نے تمام زندگی اپنی ذات کیلئے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ ہاں اگر کوئی خدائی حرمت کو پامال کرتا تو اس صورت میں سختی کے ساتھ مواخذہ فرماتے۔ (۱۵۴)

ذیل میں آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ سے اس سلسلے میں چند عملی مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

☆ نبوت سے قبل جب کہ آپ ﷺ کی عمر ۳۵ سال تھی۔ اہل مکہ نے بیت اللہ شریف کی تعمیر نو کا فیصلہ کیا جب حجر اسود کی تنصیب کا موقع آیا تو ہر قبیلہ والے اس سعادت کو حاصل کرنے کیلئے میدان میں اتر آئے۔ قریب تھا کہ تلواریں چل پڑتیں کہ آپ ﷺ نے ایک دانشمندانہ فیصلہ کیا۔ آپ ﷺ نے اس پتھر کو اٹھا کر ایک چادر میں رکھا اور تمام قبیلوں کے سرداروں سے کہا کہ اس چادر کو مشترکہ طور پر اٹھا کر خانہ کعبہ تک لے چلو۔ جب سب نے پتھر اپنی جگہ تک پہنچا دیا تو آپ ﷺ نے اٹھا کر اسے اس کی جگہ پر نصب فرمایا اور یوں خون خرابہ ہوتے ہوتے رہ گیا۔ (۱۵۵) (جاری ہے)

جناب شفیق الدین فاروقی

دارالعلوم کے شب و روز

جلسہ دستار بندی و تقریب ختم بخاری شریف: مورخہ ۱۶ ستمبر ۲۰۰۴ء کو طے شدہ پروگرام کے مطابق دارالعلوم حقانیہ میں تقریب ختم بخاری شریف اور جلسہ دستار بندی کا انعقاد ہوا۔ حسب روایت اس سال بھی اسی مبارک تقریب میں ہزاروں افراد نے شرکت کی بلکہ ایک محتاط اندازے کے مطابق حاضرین کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز ہوگئی تھی۔ اس موقع پر ۶۰۰ سے زائد فضلاء متخصصین اور حفاظ کرام کی دستار بندی ہوئی۔ اس دفعہ سیکورٹی کا انتظام دارالعلوم کے طلباء نے خود سنبھال رکھا تھا اور انہوں نے اپنی ڈیوٹی انتہائی احسن طریقے سے انجام دی۔ نماز ظہر کے بعد باقاعدہ تقریب کا آغاز ہوا سب سے پہلے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے بخاری شریف کی آخری حدیث پر سیر حاصل خطاب فرماتے ہوئے فضلاء کو اپنی نئی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لئے تیار رہنے کی تلقین کی۔ دارالعلوم کے نائب مہتمم استاذ حدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب مدظلہ نے حاضرین اور معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ اس مبارک تقریب میں ملک کی اہم شخصیات ممبران قومی وصوبائی اسمبلی اور سینٹرز حضرات اور دیگر کئی اہم علمی اور سیاسی شخصیات نے شرکت کی۔ علاوہ ازیں ملک کے دیگر بڑے بڑے شہروں کراچی، لاہور، ملتان، بلوچستان سے بھی جید علماء تشریف لائے تھے۔ آخر میں شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب کے دعائیہ کلمات پر اس تقریب کا اختتام ہوا۔ اس موقع پر میڈیا کا بھی ایک بڑا حصہ موجود تھا جنہوں نے اس تمام جلسہ کی رپورٹنگ کی اور پھر پی ٹی وی پر اس کو نمایاں انداز میں پیش کیا۔

دارالعلوم کے سالانہ امتحانات مورخہ ۱۱ ستمبر بروز ہفتہ ۲۰۰۴ء کو دارالعلوم کے تمام درجات کے سالانہ امتحانات شروع ہوئے اور ۱۵ ستمبر بروز بدھ تک جاری رہے، بحمد للہ امتحانات بخیر وخوبی اساتذہ کرام کی نگرانی میں اختتام پذیر ہوئے پھر دستار بندی و تقریب ختم بخاری شریف کے بعد بروز ہفتہ وفاق المدارس کے زیر انتظام امتحانات ہوئے اور ۴ دن جاری رہنے کے بعد ختم ہوئے۔

دارالعلوم میں تعطیلات کے دوران دورہ تفسیر کا آغاز مورخہ ۲۶ ستمبر بروز اتوار دارالعلوم کی جامع مسجد میں شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب مدظلہ نے حسب سابق دورہ تفسیر کا آغاز کیا۔ جس میں تقریباً ایک ہزار کے لگ بھگ طلباء اور عوام شرکت کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اسکے علاوہ ایف ایم ریڈیو پر بھی علاقے بھر کے عوام کو یہ سہولت فراہم کی گئی ہے کہ وہ گھروں میں بیٹھ کر ترجمہ وتفسیر سننے کی سعادت حاصل کر ر،

اس کے ساتھ ساتھ دارالعلوم میں تعطیلات کے دوران حسب معمول دورہ میراث بھی مولانا مفتی سیف اللہ صاحب پڑھا رہے ہیں۔

استاذ حدیث حضرت مولانا مفتی سیف اللہ صاحب کو صدمہ: گزشتہ دنوں دارالعلوم حقانیہ کے استاذ حدیث اور رئیس دارالافتاء کے والد ماجد حاجی ہاشم خان طویل علالت کے بعد ۷ ستمبر ۲۰۰۴ء کو دارالعلوم میں انتقال فرما گئے۔ دارالعلوم حقانیہ کے صحن میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اس موقع پر دارالعلوم کے تمام اساتذہ وشیوخ کے علاوہ صحافیوں اور علاقے کے کثیر تعداد نے جنازہ میں شرکت کی۔ حضرت مولانا انوارالحق صاحب نائب مہتمم دارالعلوم حقانیہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بعدازاں ان کی میت اپنے آبائی گاؤں لکی مروت لے جائی گئی۔ اس موقع پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ پنجاب کے دوروں پر تھے۔ انہوں نے خصوصی طور پر لکی مروت جاکر حضرت مولانا مفتی سیف اللہ صاحب کے ساتھ تعزیت کی۔ مرحوم اکوڑہ خٹک پریس کلب کے چیئرمین انور مسرور مروت کے دادا تھے۔ ادارہ قارئین الحق سے ان کے لئے دعائے مغفرت کی اپیل کرتا ہے۔

دارالعلوم کے ایک مخلص ومہربان کو صدمہ: گزشتہ ماہ دارالعلوم کے خصوصی معاون جناب ڈاکٹر مختیار صاحب کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا۔ مرحومہ انتہائی نیک صالح اور پاکباز خاتون تھیں اور پسماندگان میں ڈاکٹر صاحب جیسے نیک اور علماء ومدارس سے محبت کرنے والے چھوڑے ہیں۔ قارئین الحق سے ان کے لئے دعائے مغفرت اور رفع درجات کی اپیل ہے۔

بقیہ: صفحہ ۲۸ سے **''احترام رسالت کے ایمانی تقاضے''**

حضورﷺ کے ساتھ کھجور کا خشک تنا اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے' آپ کی دوری وجدائی میں تڑپتا ہے' بے قرار ہوتا ہے تو اس کے بدلے میں اسے دنیا کی چندروزہ بہاروں کی بجائے جنت کی پائیدار وابدی سرسبزی وشادابی نصیب ہوتی ہے۔ تو کیا ہم حضورﷺ پر ایمان لانے والے ان سے محبت وعقیدت کے دعویدار انسان آپ کی محبت احترام و عقیدت کی وہی کیفیت اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتے جس کے نتیجہ میں دنیا کی چندروزہ بہاروں' شادابیوں کی بجائے حضورؐ کے احکامات وتعلیمات وہدایات کو ترجیح دے کر اولیت دے' آپ کی شفقت وشفاعت کے مستحق بن جائیں' حضورؐ کی بات اونچی رہ جائے اور ہم اپنی بات اونچی رکھنے پر اصرار نہ کریں' اسے اونچا رکھیں' جسے خدا نے اونچا رکھا ہے' ورفعنا لک ذکرک' ہم تمہارا ذکر بلند رکھیں گے' آؤ ہم بھی آپ کے ذکر کو بلند رکھنے میں شریک ہوجائیں۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں   یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

مدیر کے قلم سے

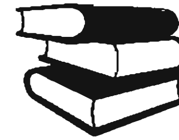

تعارف تبصرہ کتب

کتاب: خیر الاصول فی حدیث الرسولؐ تالیف: الشیخ العلامہ خیر محمد جالندھریؒ

تعریب: مولانا سید محمد امین شاہ صاحب صفحات: ۳۲ صفحات قیمت: درج نہیں

ایچ۔ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی

مولانا محمد اویس صاحب ندوی اصول حدیث میں لکھتے ہیں۔''حدیث کا فن اپنے شرف و مرتبہ کے لحاظ سے بہت ہی عظیم الشان اور قابل قدر فن ہے' اس علم کی خوش قسمتی اس سے زیادہ اور کیا ہوگی کہ اس میں سرور کونین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات آپ کے اقوال اور آپ کے افعال سے بحث کی جاتی ہے' کئی سو برس گزر گئے کہ دنیا نبی آخر الزمان ﷺ کے جسمانی دیدار سے محروم ہو چکی ہے مگر آؤ آج ہم اسی علم حدیث کی برکت سے تمہیں سرکار مدینہ ﷺ کی پر انوار محفلوں کی زیارت کرائیں' حضور کی باتیں سنوائیں اور حضور کے طور طریقے دکھلائیں حدیث کی کتابیں پڑھو اور دیکھو کہ حضور ﷺ وہ آرہے ہیں وہ جا رہے ہیں' نصیحت فرما رہے ہیں' خوشخبریاں سنا رہے ہیں' غلطیوں پر تنبیہ فرما رہے ہیں۔ غرض حدیث کا فن کیا ہے سرکار دو عالم ﷺ کے دربار کا پورا نقشہ صحابہ کرامؓ کے زمانہ سے لے کر آج تک سینکڑوں اور ہزاروں علماء نے اپنی زندگی کو اسی مبارک علم کی خدمت میں صرف کر دیا' اسی علم کی ترتیب اور حفاظت کے لئے ایک سو علوم ایجاد ہو گئے۔ ہزاروں لاکھوں انسانوں کی تاریخ مرتب کی گئی غرض عقلی اور نقلی اعتبار سے ایسے اصول تیار ہو گئے' کہ رسول پاکؐ کی زندگی کا ایک ایک خدوخال اپنی صحیح صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے' حدیث کے طالب علم کو ہمیشہ وہ اصول یاد رکھنا چاہیے جو حدیث کی حفاظت نیز اس کی صحت کی جانچ پڑتال کے لئے بنائے گئے ہیں' تاکہ مقصود ہاتھ سے نہ جانے پائے اور صحیح طریقوں سے جناب رسول اللہ ﷺ کا اتباع نصیب میں آئے۔'' حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ نے اسی ضرورت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مختصر رسالہ ترتیب دیا تھا جسمیں ان اصول و مبادی کا ذکر ہے جس کا جاننا طالبان علوم حدیث کے لئے انتہائی ضروری ہے' اور کوئی بھی طالب حدیث اس کے جاننے سے مستغنی نہیں ہو سکتا چنانچہ وہ رسالہ آج تک انتہائی مقبول ہے اور منتظمین وفاق المدارس نے اسکو نصاب میں بھی شامل کیا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب اس رسالے کی تعریب (عربی ترجمہ) ہے جسکو مولانا سید محمد امین شاہ صاحب نے انتہائی عمدگی کیساتھ بمع مفید اور تفصیلی اضافوں کے ترجمہ کیا ہے انداز بیان انتہائی سہل اور شستہ ہے' فاضل مؤلف نے وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے کیونکہ جو طلبہ اردو نہیں جانتے وہ بھی اس سے استفادہ کر سکیں گے۔

ZUBAIDA's

HERBAL HAIR OIL

بالوں کے قدرتی حسن کے لئے انمول تحفہ

156 قدرتی نباتات کا مرکب

علماء اور طلباء حضرات کیلئے **خصوصی رعایت** اور فری ہوم ڈیلیوری

- ورسٹائل ہربل لیبارٹریز نے آپ کے بالوں کی نشونما اور حفاظت کیلئے قدرتی جڑی بوٹیوں نباتات اور مغزیات سے تیار کیا ہے۔
- اس کا مستقل استعمال آپ کے بالوں کو مضبوط، گھنا اور ریشم کی طرح ملائم اور چمکدار بناتا ہے
- بالوں کی قدرتی غذا ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کو دماغی سکون بھی فراہم کرتا ہے۔
- بالوں کو وقت سے پہلے سفید ہونے اور گرنے سے روکتا ہے۔
- خشکی سکری کا مکمل خاتمہ کرتا ہے۔
- بالوں کو ماحولیات اور آب وہوا کے مضر اثرات سے مکمل طور پر محفوظ رکھتا ہے۔

کسی بھی قسم کے مصنوعی اجزاء سے قطعی طور پر پاک آپ کے بالوں

کے تمام تر مسائل کا واحد حل

قدرتی حسن کی ضمانت کے ساتھ

Versatile Herbal Laboratories

Islamabad - Karachi Pakistan

برائے رابطہ: (051) 4845524 - 5462138- (0923) 511166

آفس ایڈریس: زبیداز شاپ نمبر 46 گلف سنٹر، رحمٰن آباد سٹاپ مری روڈ راولپنڈی

القاسم اکیڈمی کی عظیم تاریخی اور انقلابی پیشکش

اکیسویں صدی کی پہلی جنگ

معرکہ صلیب وطالبان

صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام

طالبان افغانستان کے تناظر میں

جہادِ افغانستان، تحریکِ طالبان، ملا محمد عمر، اسامہ بن لادن، جہاد اور دہشت گردی، نظامِ شریعت سے مغرب کا بے جا خوف، دینی مدارس بالخصوص دار العلوم حقانیہ، اسلام کے بارے میں مغرب کی لاعلمی اور غلط فہمیاں، امریکی اور مغربی دنیا کے عزائم اور مسلم امۃ پر جارحانہ یلغار، سقوط بغداد مسئلہ فلسطین وکشمیر اور پاکستان کی ایٹمی صلاحیت جیسے اہم وحساس وقومی وبین الاقوامی موضوعات کے تناظر میں عالمی اور مغربی میڈیا سے مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا دوٹوک مکالمہ

انٹرویوز

حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ

مرتب

مولانا عبد القیوم حقانی

قیمت 240

صفحات 520

معاون

مولانا عرفان الحق حقانی

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوھریرہ خالق آباد ضلع نوشہرہ سرحد پاکستان

Regd No. P-90 Monthly "Al-Haq" Akora Khattak